ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

رجب المرجب ۱۴۱۶ھ
دسمبر ۱۹۹۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناقدین معاویہ کا انجام

یہودی و سبائی پروپیگنڈہ کی زبردست یلغار نے مسلمانوں کو اپنے ہیروز کی یاد سے محروم کر دیا ہے۔ آج کے مسلمانوں کو کرشن، رام چندر اور گرو نانک کا نام تو یاد ہے۔ لینن، سٹالن، ماؤزے تنگ، ابراھم لنکن، جارج واشنگٹن، چرچل، چیمبرلین، مارکس اور اینگلز کو تو جانتے ہیں مگر نہیں جانتے تو سیدنا امیر معاویہؓ کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ یہی پروپیگنڈہ اور سازش ہے کہ زانیوں، شرابیوں، بدمعاشوں، کفروشرک، دہریت اور ارتداد کے مجسموں سے تو قوم آشنا ہے مگر وہ محسن شخصیت جس کے دم قدم سے اسلام کی بہار آئی، اس سے قوم کو ناآشنا کر دیا۔

میں ذکرِ معاویہؓ کو عبادت سمجھتا ہوں۔ ہمارے اس عمل کو جو بدعت کہتا ہے وہ جھوٹ بکتا ہے۔ اگر ابوبکر و عمر، عثمان و علی، حسن و حسین کا تذکرہ بدعت نہیں تو معاویہؓ کی یاد بدعت کیسے؟ صحابہ کرام، سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ کا پرتو ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ذکر آئے گا تو اُن کے اصحاب کا نام بھی ساتھ آئے گا۔ ورنہ تو معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کی سیرت بیان کرنا بھی بدعت ہوگی؟ میں کہتا ہوں نہ وہ بدعت ہے نہ یہ بدعت۔ بدعت تو یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی مسئلہ گھڑ لیں اور اس بدعت پر بعض دیوبندی اور بریلوی عموماً کاربند ہیں۔

سیدنا امیر معاویہؓ تو جلیل القدر صحابی ہیں۔ جس شخص نے ایمان کی حالت میں ایک منٹ کے لئے بھی نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انور دیکھا وہ مسلمانوں کا سردار ہے۔ دنیا کے بڑے سے بڑے ولی کی تمام عمر کی عبادت و ریاضت کسی بھی صحابی کی صرف اسی ایک منٹ کی عبادت کے سامنے ہیچ ہے۔

سیدنا معاویہؓ کو پروردگار عالم نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہنے کے کئی سال عطاء فرمائے۔ آخری دو سال تو علانیہ ہیں۔ جیسے سیدنا عباسؓ بن عبدالمطلب نے غزوۂ بدر کے بعد خفیہ طور پر اسلام قبول کیا اور فتح مکہ کے موقع پر ظاہر کیا بالکل اسی طرح سیدنا معاویہؓ ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور والدین سے خفیہ اسلام قبول کیا۔ پھر عمرہ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے ساتھ شریک رہے۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر آئے تو اکیلے نہیں.... اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو بھی ساتھ لیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور اپنا اسلام ظاہر کر دیا۔

جو لوگ سیدنا علیؓ کی محبت کی آڑ میں سیدنا معاویہؓ کو برا کہتے ہیں وہ اتنا سوچ لیں کہ روز محشر اگر نبی کریم ﷺ کے سامنے جانا پڑا اور آپ نے اتنا فرما دیا کہ تم میرا کلمہ پڑھ کر میرے ہی دوستوں کو بُرا کہتے تھے۔ تم کو شرم نہ آئی؟ علیؓ میرا داماد اور معاویہؓ میرا سالا تھا۔ تمہیں کس ابلیس نے کہا تھا کہ ان میں فرق کرو؟ تو پھر سوچ لو! اس کا کیا جواب دو گے؟ اس وقت تم اللہ اور رسول ﷺ کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔ اور پھر تمہیں اللہ کے عذاب سے کون بچائے گا؟...... فاعتبروا یا اولی الابصار

اقتباس خطاب: جانشینِ امیر شریعت، سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

تقریب یومِ معاویہ، ۲۲، رجب، ۱۳۹۸ھ، ۲۹ جون ۱۹۷۸ء، وہاڑی

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

رجب المرجب ۱۴۱۶ھ ، دسمبر ۱۹۹۵ء ، جلد ۶ ، شمارہ ۱۱ قیمت/۱۰ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر:
سیّد عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول:
سیّد محمد کفیل بخاری

رُفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہٗ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ
ذوالکفل بخاری ٭ قمر الحسنین
شمس الاسلام بہاری ٭ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ٭ عبداللطیف خالد
خادم حسین سیّد خالد مسعود

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک /۱۲۰ روپے ◎ بیرون ملک /۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات:	اداریہ	رئیس التحریر	۳
قلم برداشتہ:	اہل سنت والجماعت کون	سید عطاء المحسن بخاری	٦
سوانح شخصیت:	سیدنا ابوبکر صدیقؓ	مولانا محمد مغیرہ	۸
" "	سیدنا امیر معاویہؓ	احمد معاویہ	۱۱
شاعری:	نعت	احسان قادری	۱٦
" "	نظم	ساغر وارثی	۱۷
" "	نظم	سید عطاء المحسن بخاری	۱۸
مقالۂ خصوصی:	جمہوریت ایک فتنہ اور فراڈ	حکیم محمود احمد ظفر	۱۹
کھلا خط:	جانشین امیر شریعت کا مسلک	سید ذوالکفل بخاری	۲۵
نقد و نظر:	مولانا ابوریحان عبدالغفور بنام ماسٹر محمد امین	مولانا ابوریحان عبدالغفور	۳۰
ماضی کے جھروکے سے:	محمد یعقوب اختر ایک بے لوث کارکن	شیخ عبدالمجید امرتسری	۳٦
مکاتب تعزیت:	جانشین امیر شریعت کے انتقال پر مکاتیب تعزیت	ادارہ	۴۰
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات انکی	ساغر اقبالی	۴٦
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	سید ذوالکفل بخاری	۴۷
ترحیم:	مسافرین آخرت	ادارہ	۴۹
اخبار الاحرار:	انتخاب مجلس احرار اسلام اوکاڑہ	ادارہ	۵۰

وزیر اعظم اور اخبارات و رسائل

وزیر اعظم نے ادیبوں، دانشوروں اور اے پی این ایس کے اجلاس میں غیظ و غضب سے لتھڑے ہوئے الفاظ کا بے باکانہ استعمال کیا اور حکومت پر تنقید کرنے والے اخبارات و رسائل کو "دم نہ کشیدن" کا۔ آموختہ دھرانے کا جاگیردارانہ "دبکا" مارا ہے۔ ناقد تو مصلح ہوتا ہے، بشرطیکہ سننے اور پڑھنے والا آنکھ، کان اور دل رکھتا ہو۔ یہ کان، آنکھ اور دل ہی تو حق کی طرف متوجہ کرتے اور حق کے لئے کچھ کرنے پر آمادہ کرتے ہیں، ورنہ حکمران اور قزاق میں کوئی فرق نہیں۔ نصیحت نہ قزاق سنتا ہے نہ مستبد حکمران۔ چڑھتا وہ بھی ہے یہ بھی۔ ناصح، ناقد اور مصلح کو ہر فاجر، جابر، ناہر اور مستبد حکمران نے پہلی فرصت میں مارا اور لتاڑا۔ اس کا قافیہ تنگ کیا تاکہ وہ کچھ کہنے سے باز رہے۔

رافضیوں، خارجیوں اور ان سے متاثر بعض اہلِ سنت و الجماعت نے بھی سیدنا معاویہؓ پر طرح طرح کے "مستبدانہ" الزامات لگائے ہیں۔ ان کی ذاتِ ستودہ صفات کو متنازع بنانے کی ناپاک کوشش کی حالانکہ تاریخ میں یہ حقیقت تسلیم ہے کہ...... سیدنا معاویہؓ ایک دن منبر پر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور انہوں نے حمد و ثنا کے بعد پہلا فقرہ ہی کہا کہ "ایھا الناس! اسمعوا واطیعوا" لوگو! سنو اور مانو!..... کہ ایک تابعی اٹھ کے کھڑے ہوئے انہوں نے کہا...... "نہ میں سنتا ہوں نہ مانتا ہوں"... سیدنا معاویہؓ فوراً اٹھے، وقفہ کیا، گھر جا کر غسل کیا اور واپس آ کے ان تابعی سے پوچھا کہ...... "آپ کیوں نہیں سنتے اور مانتے؟" جواب دیا کہ..... "تو نے رعیت پر کرم گستری کی بجائے من چاہے لوگوں کو نوازنا شروع کیا ہے۔ کیا یہ عوامی خزانہ تیرے باپ نے کمایا ہے یا تیری ماں نے ورثہ میں چھوڑا ہے؟" سیدنا معاویہؓ نے اس معترض کو جیل بھیجا نہ تھپڑ مارا، نہ اس پر تعزیری حربے استعمال کئے بلکہ اسے سرِ محفل مطمئن کیا۔ اور اس کی تسلی کی۔ سیدنا معاویہؓ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے والوں سے ہماری وزیر اعظم کو بھی خاص نسبت حاصل ہے۔ اور سب دریدہ دہن معترضین کی طرح موصوفہ بھی اس اموی خلیفۂ راشد کی گرد کو نہیں پہنچتیں۔ کاش! سیدنا معاویہؓ سے نہیں تو سیدنا علیؓ سے ہی انہوں نے سبق حاصل کیا ہوتا؟ برا ہوا اس دورِ خبیث کا کہ ہارورڈ یونیورسٹی" کے اسباق تو یاد ہیں مگر "مدینہ یونیورسٹی" کے حیات آموز اسباق فراموش.........

تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو

معیشت و سیاست

سیاست و معیشت باہم اس طرح گتھے ہوئے ہیں جیسے چٹیا کے بال، کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا! جس ملک کی معیشت مستحکم ہے اس ملک کی سیاست بھی مستحکم ہے۔ وہاں امن بھی ہو گا، حسنِ خلق اور مروت بھی ہو گی۔ انسانی ناتوں کا احترام بھی ہو گا اور انسانی جذبوں کی قدر بھی۔ سماجی رویے بھی خوبصورت ہوں گے اور سماجی قدریں ترقی پذیر بھی۔ لیکن ہمارے ملک پاکستان کی معاشیات "مضمحل" اور "اُداس" ہیں۔ یہاں سوائے جاگیردار و صنعتکار کے کسی چہرے پر خوشی، مسرت، و فرحت کے آثار نہیں۔ پاکستان کی تین چوتھائی آبادی کے چہرے پر کرب، دکھ، اضطراب، پریشانی اور فکرمندی برس رہی ہے۔ غریب آدمی شام کا کھانا کھا کے فارغ ہوتا

ہے تو صبح و دوپہر کی فکر دامن گیر ہوتی ہے اور اسی آدھ موئی حالت میں نیند کی وادی میں کھو جاتا ہے۔ اور سرمایہ دار جب نیند کی آغوش میں بدمستیاں کر رہا ہوتا ہے تو وہ اٹھ بیٹھتا ہے اور تلاشِ معاش میں کمربستہ ہو جاتا ہے........ عمر یونہی تمام ہوتی ہے! وقت سے پہلے ہی اس معاشی کارکن کا چہرہ جھریوں میں "ملوث" ہو جاتا ہے، جسم گھل جاتا ہے، روح مضمحل ہو جاتی ہے، اعتقادات متاثر ہو جاتے ہیں اور اعمال میں کوتاہیاں ہونے لگتی ہیں۔

موجودہ حکومت کا رویہ اس سفاک جاگیردار والا ہے جو اپنے علاقے میں بسنے والوں کو ہلاکت اور قلاشی کے کنوئیں سے باہر نہیں نکلنے دیتا کہ کہیں وہ بیرونی دنیا میں جھانکنے کے بعد سوچنے بھی لگے۔ عوام کی بدلتی ہوئی سوچ جاگیردار کی موت ہے۔ پیپلز پارٹی بنیادی طور پر جاگیرداروں کی لونڈی ہے اور جاگیردار اس ملک کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہتا ہے جو وہ اپنی لونڈیا سے کرتا ہے۔ وہ اس ملک کے عوام کو باہر جھانکنے نہیں دے گا، سوچنے نہیں دے گا، بولنے نہیں دے گا۔ کیونکہ دیکھنا، سوچنا، بولنا اور اپنی ماں بولی میں کچھ کہنا تبھی ممکن ہے جب پیٹ میں کچھ ہو گا۔ شکم کا ایندھن مہیا کرنے سے فرصت ہو گی تو سوچ کے فارغ لمحات ملیں گے۔

ملے فرصت تو رونے سے کسی دم
ستاروں کی حسیں چھاؤں میں سو لیں

مدارسِ دینیہ اور جابر وزیر داخلہ

گزشتہ دنوں وزیر داخلہ نے پھر گھٹیا سطح کی اور دہن والوں کے سفید دامن کو داغدار کرنے کی کوشش کی۔ وزیر داخلہ نے نہ جانے کس ماحول میں پرورش پائی ہے، جو انہیں ایسی متعفن اُبکائی آئی ہے کہ سارا ملک اس بدبو کے بھبکے سے سراسیمہ ہو گیا ہے۔ وزیر داخلہ ہوش کے ناخن لیں اور ماسٹر تارا سنگھ والی بڑھکیں نہ ماریں بلکہ سردار عبدالرب نشتر جیسی باتیں کریں۔ اصلاح کریں، فساد برپا نہ کریں۔ انکا منفی رویہ نفرتیں، کدورتیں اور حقارتیں ابھارتا ہے۔ شریفانہ لب و لہجہ اختیار کریں اور پاکستان کی جس ایجنسی نے انہیں یہ ناپاک معلومات فراہم کی ہیں کہ "مدارسِ عربیہ دہشت گردوں کے اڈے ہیں"، اس ایجنسی کے ذمہ داروں کو ساتھ لیکر پاکستان میں چالیس ہزار مدارس کا دورہ کریں اور دہشت گردوں کو گرفتار کریں یا نشاندھی کریں...... گورنشتر نہ "ہانکیں۔"

سیاست کا بھوکا کون؟

بے نظیر زرداری نے نشۂ اقتدار میں چُور ہو کر اپنے سیاسی مخالفین کو عموماً اور نواز شریف کو خصوصاً اقتدار کا بھوکا کہا ہے۔ وہ اپنا ماضی بھول گئیں کہ اس اقتدار کی بھوک مٹانے کے لئے انہوں نے کس کس در پہ جبہ سائی نہیں کی اور اب بقاءِ اقتدار کے لئے وہ کس کس سے سودے نہیں کر رہی؟ امریکہ، فرانس، برطانیہ....... "کیھرٹی گلی جتھے بھابو نئیں کھلی"۔ برسرِ اقتدار طبقہ جب بھی معزولِ اقتدار ہو گا، اقتدار کی باتیں کرے گا۔ اسے تو خواب بھی اقتداری اور استوں زینوں کے آئیں گے اور خوابوں میں وہ بیسیوں مرتبہ اقتدار پر براجمان ہوتا ہو گا۔ یہی حال عنقریب بے نظیر کا ہونے والا ہے۔

ہے کوئی نظر والا؟

مفکرِ اسلام حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی سندیلوی رحمہ اللہ

ندوۃ العلماء لکھنؤ اور جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے سابق شیخ الحدیث، مفکرِ اسلام حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی سندیلوی ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو کراچی میں رحلت فرما گئے۔

مرحوم ایک بلند پایہ عالم دین، محقق، وسیع المطالعہ، اور قدیم وجدید عصری علوم پر گہری نظر رکھنے والے نابغۂ روزگار انسان تھے۔ وہ ۲۴ صفر ۱۳۳۱ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۱۳ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ندوۃ العلماء سے تعلیمی سفر کا آغاز کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے علمی و تحقیقی دنیا میں ایک عظیم مقام پر فائز ہو گئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ندوۃ العلماء لکھنؤ سے جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی منتقل ہوئے اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ وہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے خاص معتمدین میں سے تھے۔ درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اپنی علمی صلاحیتوں کو منوایا۔ افتاء کے شعبہ میں سند تھے ان کی تصانیف میں "دینی نفسیات" نے بڑی شہرت پائی اور علمی حلقوں سے زبردست خراجِ تحسین وصول کیا۔

"مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں۔" "تجدیدِ سبائیت"، "اظہارِ حقیقت بہ جواب خلافت و ملوکیت" اور "اسلام کا سیاسی نظام" ان کی معروف کتابیں ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے بے شمار تحقیقی مضامین ملک کے مختلف رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ بے پناہ قلبی محبت تھی اور اس کی بڑی وجہ دفاعِ صحابہ کے لئے جدوجہد ان کی قدر مشترک تھی۔ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت شاہ جی کے انتقال سے ایک روز پہلے حضرت مولانا کا وصال ہوا۔ صحابہ کرام کے مقام و منصب کے حوالے سے وہ ناقدین صحابہ کے لئے شمشیر براں تھے۔ وہ ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت کے سرپرست تھے اور ان کے کئی مضامین نقیب میں بھی شائع ہوئے۔ مولانا کے بعض ہم عصروں نے ان کی حق گوئی اور صحابہ کے ساتھ شدید محبت کے صلہ میں ان سے وفاء نہ کی۔ مگر مولانا نے کبھی ان کی بے وفائیوں کا گلہ نہ کیا اور ایک گوشۂ تنہائی میں رہ کر بھی دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ (آمین) مولانا مرحوم کے لواحقین کو صبر عطاء فرمائے اور مولانا کی دینی خدمت کو قبول فرمائے (آمین) آئندہ شمارہ میں مولانا رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ان کا اپنا مضمون نذر قارئین کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

بقیہ از صفحہ ۱

ابو بکرؓ سب سے افضل ہیں۔ سیدنا علیؓ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا امت میں سب سے زیادہ افضل ابو بکرؓ ہیں۔ حضرت سلمانؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا اس پر یہ لکھ دیا تھا کہ تمام امتوں سے امت محمدیہ افضل ہے اور اس امت میں ابو بکرؓ وہ شخص ہے جو سب امت سے افضل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ تمام زمین و آسمان میں بسنے والی مخلوق میں انبیاء و رُسل کے علاوہ سب سے افضل ہے۔

قلم برداشتہ
سید عطاء المحسن بخاری

اہلِ سنت والجماعت کون؟

اہل سنت والجماعت کا ٹائیٹل اپنے عجمی سینے پر سجا کے جو لوگ دشمنوں کی بولی بولتے ہیں وہ کہتے، لکھتے اور اصرار کرتے ہیں کہ سیدنا علیؓ سے قصاص عثمانؓ کے مطالبہ کے بعد سیدنا معاویہؓ کا بیعت نہ کرنا انکی "خطاء اجتہادی" ہے اور یہ کہنے لکھنے والے تمام کے تمام عجمی اور غیر مجتہد ہیں تنقید کرتے ہیں صحابیٔ رسول، مجتہدِ مطلق پر.....! ایں چہ بوالعجبی است

نابینا بینا پر نقد و جرح کرتا ہے، غیر مجتہد، مجتہدِ مطلق کے اجتہاد کو خطا کہتا ہے، میں ان نابینوں سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ "علماء عجم" آپ کسی عجمی سازش کا صید زبوں تو نہیں ہوگئے؟ جو اس قسم کے "اول فول" تک نوبت پہنچی ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں سیدنا حسنؓ نے خطاء پر صلح کی؟ کیا سیدنا حسنؓ نے ایک خاطی کی بیعت کی؟ سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ ایک خطا کار کے پاس جایا کرتے تھے اور وظیفے کھایا کرتے تھے؟ سیدنا معاویہؓ و سیدنا حسنؓ کی صلح پر صحابہؓ کے تمام طبقات جمع ہوگئے، کیا صحابہؓ نے ایک "خطا کار" پر اجماع کیا؟ اس سال کا نام عام الجماعہ رکھا گیا یہ عام الجماعہ خطاءً قائم ہوا تھا؟ اگر یہ تمام خطاء پر جمع ہوئے تو یہ عدل ہوا؟ کہ تمام اہل سنت صحابہؓ کے عدول ہونے پر متفق ہیں لہٰذا عدول پر الزام عائد کرنے والے غیر عادل ہوئے، غیر عادل، عادل پر تنقید کرے یہ کہاں کا اصول ہے؟ کیا یہ اصول اہل سنت نے وضع کیا ہے؟ پھر سوال ہو گا کیا اہل سنت صحابہؓ پر تنقید کے لئے اصول وضع کرنے کے مجاز ہیں؟ اگر اہل سنت اصول وضع کرنے کے مجاز ہیں تو دیگر غیر اہل سنت کیوں مجاز نہیں؟ پھر تو ہر کہتر و مہتر کو ایسے اصول وضع کر کے صحابہؓ پر تنقید کا حق مل جاتا ہے اور یہی حق سید ابوالاعلی مودودی نے استعمال کیا ہے اس پر چیخنے چلانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اب خصوصاً بزعم خود نام نہاد دیوبندی علماء بہت ہی زیادہ چیں بہ جبس ہیں تو کیوں؟ سید مودودی پر تنقید و جرح کو تو آپ کارِ ثواب سمجھیں اور آپ پر تنقید کی جائے تو گستاخی۔ یہ دوہرا معیار، یہ آپ کے دورخ، یہ آپ کی دو بولیاں، اسے عجمی سازش ہی تو کہا جائے گا حق نہیں۔ اگر صحابہؓ معیار حق، ہیں تو پھر آپ اور آپ کے تمام عجمی علماء یقیناً معیار حق نہیں، معیار حق تو درکنار آپ حق بھی نہیں۔ آپ صریحاً باطل ہیں اور دو غلے ہیں۔ آپ مودودی کے خلاف زبان درازی کریں تو یہ کہکر کہ صحابہؓ معیار حق ہیں اور آپ ہرزہ سرائی کریں تو آپ "علماء حق"......؟ حق تو صحابہؓ کے پاس ہے، معیار حق صحابہؓ ہی ہیں اور آپ معیارِ باطل۔ معیار حق کے مقابل معیار باطل کو رد کر دیا جائے گا اور میں آپ کو اور آپ متوسلین کو علیٰ وجہ البصیرت رد کرتا ہوں۔ آپ کو مردود قرار دیتا ہوں۔ جھوٹے تقدس اور تقدس کی چند ظاہری رسموں پر کاربند

لوگ صحابہؓ پر تنقید کا حق رکھتے ہیں تو میں مسلک صحابہؓ کا قائل ان "متقدسین" پر تنقید کا حق کیوں نہیں رکھتا؟ میں ان پر چارج لگاتا ہوں کہ انہوں نے دوغلے پن کا مظاہرہ کیا اور معیار حق الاپتے ہوئے خود کو معیار حق سمجھ لیا۔ یہ "متقدسین" سیدنا معاویہؓ کو خاطی کہیں تو گستاخی نہیں اور میں ان کو باطل و مردود قرار دوں تو گستاخ؟ کیا تم سیدنا معاویہؓ سے بڑے ہو؟ تمہاری جھالر عرشی کرنوں سے مزین کی گئی ہے؟ تم عیسائیوں کے رھبان سے کم تو نہیں ہو۔ انہوں نے تعلیمات مسیح مقدس کو غطر بود کیا اور اپنی دساست کو دین مسیحی کہا۔ تم نے موقف صحابہؓ کو غلط کہا اور اپنی جہالت کو موقف علیؓ کہا اور منوانے کی ناپاک سعی کی کہ اہل سنت والجماعت کا موقف صدیوں سے یہی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ صحابہؓ کے موقف کی نفی کر کے آپ اب بھی اہل سنت اور اہل جماعت ہیں؟ جب آپ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے موقف کو خطاء کہدیا تو آپ اہل جماعت کیسے رہے؟ آپ تو جماعت سے خارج ہو گئے اور اصل خارجی تو آپ ہیں۔ اور آپ عجمی خارجی، ان عرب خارجیوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ اللہ پاک امت کی رکھوالی فرمائے اور آپ کی دساستوں سے محفوظ فرمائے (آمین)

وَمَا ذَالِکَ عَلَى اللهِ بِعَزِیز

یاد رکھیئے صحابہؓ کے موقف کو حق و صواب ماننے والے ہی اہل سنت والجماعت ہیں اسکو خطاء کہنے والے اہل سنت والجماعت ہرگز نہیں۔ وہ صورتاً سُنی ہیں مگر حقیقتاً خارجی، ناصبی اور سبائی ہیں۔

ابلغکم مقام الصحابة والجماعة

واعلم بفضل الله مالا تعلمون

احرار ختم نبوت سنٹر کی تعمیر

جدید مرکز احرار دارالعلوم ختم نبوت اور احرار ختم نبوت سنٹر مقابل مرکزی مسجد عثمانیہ، معاویہ چوک، ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی۔ کی تعمیر کا کام جاری ہے ضلع ساہیوال بالخصوص علاقہ چیچاوطنی کے ساتھی خصوصی توجہ فرمائیں۔

رابطہ:۔

دفتر احرار جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ چیچا وطنی۔

مولانا محمد مغیرہ
(خطیب جامع مسجد احرار ربوہ)

سید البشر بعد الانبیاء خلیفۂ بلافصلِ رسول
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سرزمینِ مقدس مکہ مکرمہ پر جب ہمارے آقاء ومولا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم پر اپنی نبوت ورسالت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے آپ کے گھر میں موجود آپکی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ نے آپکو بحثیت نبی ورسول قبول کیا۔ پھر آپکے گھر میں موجود آپکے چچازاد بھائی سیدنا علی المرتضیٰؓ نے جو کم سنی میں اپنے والد ابو طالب کی غربت کے سبب آپ ﷺ کے پاس زیر کفالت و پرورش تھے۔ آپ ﷺ اپنے گھر کے موجود حضرات کو حلقۂ اسلام میں داخل کر چکے تو اپنے دوستوں کو اس رحمت کبریٰ کی دعوت دینے کا پروگرام بنایا۔ سب سے پہلے یہ دعوت اپنے سب سے پیارے دوست سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو پیش کی جو آپکے ساتھ ہمہ رنگ رنگے ہوئے تھے۔ وہ تمام صفات عالیہ جو آپ ﷺ میں موجود تھیں، سیدنا ابو بکر صدیق میں بھی موجود تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے مابین ساری زندگی اس قدر محبت قائم رہی جو کسی اور شخص کو میسر نہ آسکی۔ سیدنا ابوبکرؓ نے اس دعوت کو بلا کسی تأمل و تفکر کے قبول کیا۔ حدیث شریف میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''میں نے جس کسی پر بھی اسلام کو پیش کیا وہ قبول کرنے میں کچھ نہ کچھ ضرور جھجکا، مگر ابوبکرؓ نے اسلام قبول کرنے میں ذرہ برابر بھی توقف نہیں کیا۔''

سیدنا ابو بکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے تقریباً ہم عمر تھے۔ ذی ثروت، ذی شوکت اور صاحب اثر لوگوں میں سے تھے۔ آپؓ اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد دین اسلام کی تبلیغ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہو گئے اور آپ ﷺ کے اس تبلیغی کام میں دست و بازو بنے۔ حتیٰ کہ مال و متاع اور زندگی کا کل سرمایہ دین اسلام کے لئے وقف کر دیا اور لمحہ لمحہ آپ کے معاون و رفیق رہے۔ آپؓ کے دوستوں میں سے جو بھی آپکے پاس آتا یا جس دوست کے پاس خود تشریف لے جاتے اسکو دعوت اسلام پیش کرتے۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے حلقۂ احباب میں سے جو لوگ آپکی ترغیب سے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے ان میں سیدنا عثمان غنیؓ، سیدنا عبد الرحمٰنؓ، سیدنا طلحہؓ اور سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ سرفہرست ہیں (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

سیدنا ابو بکر صدیقؓ جب حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے تو آپ کی ملکیت میں چالیس ہزار درہم موجود تھے۔ کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کئے، کچھ سیدنا بلالؓ سمیت متعدد غلاموں کو خرید خرید کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں آزاد کرنے پر خرچ کئے۔ صرف پانچ ہزار درہم باقی بچے جو معیت رسول ﷺ میں ھجرت کے سفر پر ساتھ لئے اور وہ

مدینہ منورہ پہنچ کر مسجد نبوی کی زمین خریدنے میں کام آئے۔ وہ پونجی جو قبولیت اسلام کے وقت ان کے پاس موجود تھی، ساری کی ساری دین اور دین والوں پر اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے خرچ کردی۔ اس کے بعد بھی جو کچھ میسر آتا اپنے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر ہمیشہ نچھاور کرتے رہتے، حتّی کہ غزوۂ تبوک کا موقع آیا تو مدینہ منورہ میں قحط سالی کا دور دورہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جہاد کی تیاری کرو اور ساتھ ہی جہاد کے لئے چندہ کا اعلان فرمایا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے بارگاہِ نبوی میں چار ہزار درہم پیش کئے جس پر نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ

"ابوبکرؓ! گھر میں اھل وعیال کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟"

عرض کیا، صرف اللہ اور اسکے رسول ﷺ (کے نام) کو۔

یہی وجوہ تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا (جو بخاری شریف میں موجود ہے)"

"جس قدر ابوبکر نے اپنی جان ومال سے مجھ پر احسان کیا، اتنا کسی نے نہیں کیا"

اور ترمذی شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"جس شخص نے بھی میرے ساتھ احسان کیا، میں نے اسکی مکافات کردی سوائے ابوبکرؓ کے، کہ اس کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی دے گا"

سیدنا ابوبکرؓ نے کبھی بھی اپنی زندگی میں کوئی ایسی رائے قائم نہیں کی جو نبی کریم ﷺ کے لئے کسی وقت تکلیف کا سبب بنی ہو۔ ہمیشہ وہی کیا جو آپ ﷺ نے فرمایا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی زندگی کا لمحہ لمحہ نبی کریم ﷺ کے عطاء کئے ہوئے رنگ میں رنگا ہوا نظر آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ زندگی کے آخری ایام میں علیل ہوگئے۔ اس کے بارے میں آپ خود فرماتے تھے کہ "یہ اسی زہر کا اثر ہے جو خیبر میں یہودی نے کھلایا"، علالت شدت اختیار کر گئی۔ آپ ﷺ نے زندگی کی آخری نماز جو صحابہؓ کو پڑھائی وہ مغرب کی نماز تھی۔ عشاء کی نماز کے لئے کئی دفعہ تیار ہوئے مگر شدتِ مرض کی وجہ سے مسجد میں نہ جاسکے اور جب بھی کچھ افاقہ ہوتا پوچھتے،

"کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔"

صحابہؓ عرض گذار ہوتے، لوگ آپکے انتظار میں ہیں۔ بالآخر آپنے ارشاد فرمایا!

"جاؤ ابوبکرؓ کو میری طرف سے حکم کرو، وہ لوگوں کو نماز پڑھائے"

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں سترہ یا بیس نمازوں کی مسجد نبوی میں آپ ﷺ کے حکم پر امامت کرائی اور تمام اصحابِ رسولؓ بشمول سیدنا علی المرتضیٰؓ نے آپکی امامت میں نمازیں اداء کیں۔ نبی کریم ﷺ اپنے وصال سے ایک دن قبل جب نماز فجر اداء کی جارہی تھی تو اپنے اصحابؓ کو سیدنا ابوبکرؓ کی امامت میں نماز پڑھتا دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد تمام اصحابِ رسول علیہم الرضوان نے بالاتفاق سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو خلیفۂ رسول ﷺ تسلیم کرلیا۔ کیوں کہ جب نبی کریم ﷺ نے

ابو بکرؓ کو امامت کبریٰ کے لئے نامزد کر دیا تو امامت صغریٰ (خلافت) کے لئے بھی وہی لائق ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی طرح سیدنا ابو بکر صدیقؓ پر بھی زندگی کے آخری ایام میں زھر کے اثرات ظاہر ہونے لگے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر میں زھر خورانی کا شکار ہوئے تھے۔ اسی کے سبب شدید بخار ہوا۔ تقریباً دو ہفتوں تک بیمار رہے۔ آپکی قابل فخر بیٹی، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ وفات سے تھوڑی دیر پہلے میں حاضر خدمت ہوئی۔ میرے ابا نے مجھے فرمایا کہ

"تم نے نبی کریم ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا تھا؟ میں نے کہا تین سولی کپڑوں میں"

پھر فرمایا نبی کریم ﷺ نے کس دن وفات پائی؟

میں نے عرض کیا پیر کے دن۔

پھر فرمایا آج کیا دن ہے؟

میں نے عرض کیا پیر کا دن ہے۔

اس پر فرمایا مجھے امید ہے کہ رات تک مجھے موت آجائے گی اور زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا میری وفات کے بعد جو اس وقت میرے اوپر دو چادریں ہیں انہیں دھو کر مجھے ان میں کفن دے دینا۔ جس پر سیدہ عائشہؓ نے عرض کی ابا کیوں؟ ہمیں اللہ نے توفیق بخشی ہے۔ ہم نئے کپڑوں میں کفن دیں گے۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے اس بات کو سن کر فرمایا...... بالکل نہیں، زندہ انسان مردہ انسان کی نسبت نئے کپڑوں کا زیادہ مستحق ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیقؓ کا انتقال ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء بروز پیر غروب آفتاب کے بعد ہوا۔ وصال کے وقت آپکی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔ آپکے وصال پر آپکو غسل دیکر آپکی وصیت کے مطابق وہی پرانی چادریں دھو کر ان میں آپکو کفنایا گیا۔ آپؓ کا جسدِ مبارک اسی چارپائی پر رکھ کر مسجد نبوی لے جایا گیا جس چارپائی پر نبی کریم ﷺ کا جسدِ اطہر اٹھا کر قبرِ اطہر میں اتارا گیا تھا۔ آپکا جنازہ منبر رسول ﷺ اور مزار رسول ﷺ کے درمیان رکھا گیا۔ سیدنا عمر بن خطابؓ نے جنازہ پڑھایا۔ جنازہ سے فراغت کے بعد آپکو آپکے آقا، اللہ کے آخری رسول و نبی سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

آپکی بیٹی، ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی روایت کے مطابق آپ نے اپنے رسول ﷺ کی طرح دنیاوی مال و متاع کچھ بھی نہ چھوڑا۔

تمام امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سیدنا ابو بکر صدیقؓ سب سے زیادہ صاحب فضیلت ہیں۔ چنانچہ حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف میں ایک روایت ہے کہ اصحاب رسول فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ کی زندگی میں ہی ہم کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد تمام امت محمدیہ میں سیدنا ابو بکرؓ سب سے زیادہ افضل ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ سے کنزالعمال میں ایک روایت ہے کہ امت محمدیہ میں

(بقیہ ص ۵ پر)

امیر المؤمنین۔ وارثِ قصاصِ شہید مظلوم عثمان، خلیفۂ راشد

سیدنا مُعاویہ بن ابی سُفیان رضی اللہ عنہم

سرو قد، لحیم و شحیم، رنگ گورا، چہرہ کتابی آنکھیں موٹی چتون شیر کی مانند، گھنی ڈاڑھی، وضع قطع، چال ڈھال میں بظاہر شان و شوکت اور تمکنت مگر مزاج اور طبیعت میں زہد و تواضع، فروتنی، حلم اور بردباری، فقیرانہ تمکنت اور امیرانہ مسکنت کا بہترین امتزاج............ یہ سراپا ہے صحابیٔ رسول، پروردۂ رسول، بشارت یافتۂ زبانِ نبوت ﷺ، ہادی و مہدی امت، سیدنا معاویہ سلام اللہ و رضوانہ علیہ کا۔

عرب کے مشہور قبیلہ قریش کی شاخ بنوہاشم کے فردِ فرید سیدنا ابوسفیان صخرؓ ابنِ حرب ابنِ امیہ کے گھر ولادتِ باسعادت ہوئی، والدہ ماجدہ سیدہ ہندؓ ہیں، جو اپنی بہت سی خصوصیات کی وجہ سے عرب کی چند مشہور معزز خواتین میں سے ایک تھیں۔

علماء محققین کی تحقیق کے مطابق سیدنا معاویہؓ ۶ھ اور ۷ھ کے درمیان اسلام لائے۔ حافظ ابن حجر کے مطابق آپ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے۔

آپ مکہ کے ان چنیدہ لوگوں میں سے ایک تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ قبولِ اسلام اور فتح مکہ کے بعد آپ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو کتابتِ وحی اور دیگر امور کے حساب و کتاب کے لئے مقرر فرمایا۔ چنانچہ علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ.... جناب رسولِ کریم ﷺ اور عرب کے دوسرے قبائل یا ملوک کے مابین خط و کتابت کا فریضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ سندِ صحیح کے ساتھ سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ

"میں کھیل رہا تھا...... جناب رسول کریم ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ معاویہ کو بلاؤ، اور معاویہؓ وحی لکھا کرتے تھے" سیدنا معاویہؓ نے نبی کریم ﷺ کی ہمرکابی میں غزوۂ حنین و طائف میں شرکت کی اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے۔ نبی اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا یا چاندی عطا فرمائی۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں آپکے بڑے بھائی سیدنا یزید بن ابی سفیانؓ کی سرکردگی میں شام کی طرف جو لشکر بھیجا گیا اس کے ہراول دستہ کا علم بردار آپکو مقرر کیا گیا۔ طبری اور ابن کثیر کے بقول سیدنا یزیدؓ کی امداد کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک فوج مرتب فرمائی۔ جس کا امیر سیدنا معاویہؓ کو مقرر کیا۔ چنانچہ تاریخ کے صفحات میں مرقوم ہے۔

لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے پس آپ نے ان پر سیدنا معاویہؓ کو امیر مقرر فرمایا، اور انہیں سیدنا یزید الخیر سے ملنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سیدنا معاویہ ان کو لیکر یزید بن ابی سفیان سے جاملے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں صیدا، بیروت، عراق اور شام کے ساحلی علاقوں کی مہم سیدنا یزید بن ابی سفیانؓ کی زیر قیادت مقدمہ الجیش کی کمان آپ ہی کے ہاتھوں میں تھی، ان علاقوں کے اکثر و بیشتر حصہ کی فتح آپ ہی کی مرہونِ منت ہے۔ ۱۸ھ میں جب عمواس کا عظیم طاعون پھیلا تو آپ کے بھائی سیدنا یزیدؓ کا انتقال ہوا۔ تب سیدنا فاروقِ اعظمؓ نے آپکو ہی شام کا والی مقرر فرمادیا۔ آپ کے دورِ گورنری میں دمشق نے ہر شعبہ میں ترقی کی۔ سرحدی علاقہ ہونے کی وجہ سے اور سیاسی اور انتظامی لحاظ سے اس کی بہت اہمیت تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ یہاں مسلمانوں کا ظاہری دبدبہ اور شان و شوکت بھی نظر آئے تاکہ اہل کفر کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب داب قائم رہے۔ ایک مرتبہ سیدنا عمرؓ نے اس شان و شوکت پر اعتراض کیا تو سیدنا معاویہؓ نے عرض کیا، یا امیر المومنین! کفار کو مرعوب کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ اس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا...... معاویہؓ! جب بھی میں نے تمہیں کوئی سوال کیا۔ تم نے لاجواب کر دیا۔ سیدنا معاویہؓ کی اسی سیاسی حکمتِ عملی کے پیش نظر سیدنا عمرؓ نے ان ذرائع کو اختیار کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

آپکے دورِ گورنری اور دورِ خلافت میں فتوحات میں قابلِ قدر اضافہ ہوا۔ جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ سیدنا معاویہؓ خود بہت تجربہ کار تھے اور اسلامی لشکروں ک قیادت کر چکے تھے۔ پھر آپ کا خاندان میدانِ سیاست اور میدان محاربہ میں عرب کے دیگر قبائل میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ آپ میں بھی وہ صفات اور خوبیاں منتقل ہوئیں جو آپ کے خاندان میں پائی جاتی تھیں۔ شہید مظلوم سیدنا عثمانؓ کے دور میں افریقہ کا بہت سا حصہ اسلامی مملکت میں شامل ہو گیا تھا۔ خاص طور پر شمالی افریقہ کا تمام علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ آگیا تھا۔

سیدنا علیؓ کے دورِ خلافت میں کچھ عرصہ کے لئے ان فتوحات کا سلسلہ رکا مگر جب سیدنا معاویہؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو پھر پورے زور و شور سے فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سندھ اور ترکستان اور قسطنطنیہ پر لشکر کشی ہوئی۔

روڈس اور ارواڈ آپ کے ہی دور میں فتح ہوئے۔ آپ کے دورِ خلافت میں مجموعی طور پر ۶۵ ہزار مربع میل پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

آپ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنکو نبی کریم ﷺ نے مختلف اوقات میں بشارات سے نوازا۔ ان بشارات اور دعاؤں سے بارگاہِ نبوت میں آپ کا مقام و مرتبہ واضح ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ

(اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا، ہدایت پر قائم رہنے والا اور لوگوں کے لئے ذریعہ ھدایت بنا)

اللھم علم معاویة الکتاب و الحساب و قہ العذاب

اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے اس کو محفوظ رکھ۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

یا معاویۃ ان ولیت امراً فاتق اللہ واعدل

اے معاویہ اگر تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل اختیار کرنا ایک روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

ان ولیت فاحسن

ان میں واضح طور پر خلافت کی بشارت موجود ہے۔

سیدنا عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے بعد سیدنا علیؓ خلیفہ بنے۔ ان کے دور خلافت میں قصاصِ سیدنا عثمانؓ کے مطالبے پر دو مرتبہ جنگیں ہوئیں۔ دونوں طرف صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت تھی۔ بہت سے صحابہ ان مشاجرات میں شہید ہوئے۔ یہ مختصر مضمون تفصیل کا متحمل نہیں۔ امت کے اجتماعی موقف کے مطابق ان واقعات کے بیان میں یعنی مشاجرات صحابہ کے سلسلہ میں صحابہ کے بعد قیامت تک تمام مسلمانوں کو اپنی زبانیں بند رکھنی چاہئیں۔ مشاجراتِ صحابہ میں کوئی غیر صحابی، مجتہد و حکم بننے کا حق نہیں رکھتا۔ تمام صحابہ حق، عینِ حق اور معیار حق ہیں۔ سیدنا علیؓ نے اپنی مرض الوفات میں اپنے فرزند اکبر سیدنا حسنؓ کو خلیفہ نامزد کر دیا۔ آپکی وفات کے بعد سیدنا حسنؓ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی۔ مگر گذشتہ واقعات اور محاربوں کی وجہ سے فضا میں زبردست کشیدگی موجود تھی۔ چھے ماہ بعد سیدنا معاویہؓ اور سیدنا حسنؓ کے مابین صلح ہو گئی۔ سیدنا حسنؓ نے مسلمانوں کے عظیم مفاد کی خاطر خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ اور سیدنا معاویہؓ کو امت کا خلیفہ تسلیم کر لیا۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی پوری ہو گئی جو آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمائی۔

ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین الفئتین عظمتین من المسلمین۔

اسی سال کو عام الجماعت قرار دیا گیا۔ کیونکہ تمام جماعتیں، گروہ اور قبائل سیدنا معاویہؓ کی خلافت پر قائم ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کو قبول کر لیا۔ یعنی آپکی خلافتِ راشدہ پر اجماعِ امت ہو گیا۔

یہاں سے سیدنا معاویہؓ کا وہ سنہرا دور شروع ہوا جس کے متعلق بہت سوں کا خیال تھا کہ اس طرح کی مثالی فلاحی اسلامی مملکت نہ کبھی پہلے قائم ہوئی نہ بعد میں اسکی نظیر ملنے کی امید ہے۔ خارجیوں، رافضیوں، سبائیوں اور دیگر اعداءِ دین کی سرکوبی ہوئی۔ ملک میں امن وامان قائم ہوا۔ رفاہِ عام کے کام تیزی سے ہونے لگے۔ معاشرہ کی فلاح و بہبود کے لئے بے شمار اصلاحات ہوئیں۔ غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ ہوا۔ نقل و حمل، قضاء و عدالت، عسکری نظام، نئے شہروں کی تعمیر، پرانے قلعوں کی مرمت اور نئے قلعوں کی بناء، چھوٹی بڑی صنعتوں کا قیام، بری افواج اور بحری افواج کا علیحدہ علیحدہ نظام، بحری جہازوں کی تیاری، مالیات کا شعبہ، یہ سب اپنے اپنے دائرے میں ترقی کرنے لگے۔ خصوصاً بحری شعبہ میں انہیں مسلمانوں کا امیر البحر قرار دیا گیا۔ انہی کے دور میں پہلا بحری بیڑہ تیار ہوا اور مسلمانوں نے بحری جنگیں جیتیں۔ صرف دمشق میں ہی

نہیں بلکہ دیگر شہروں میں بھی روزانہ شام کو سرکاری ہرکارے آواز لگاتے کہ..... ہے کوئی مسافر، ہے کوئی ضرورت مند، کوئی فقیرو مسکین، وہ آئے اور بیت المال سے اپنی ضرورت پوری کرے...... آج کے دور میں حکومتیں عوام سے ٹیکس وصول کرتی ہیں۔ پھر ٹیکس کی کوئی ایک شکل نہیں بلک مختلف طریقوں سے اور انداز سے قوم کی جیبیں کاٹی جاتی ہیں۔ ان جابر و ظالم حکمرانوں کا بس چلے تو قوم کا خون بھی چوس لیں...... لیکن ایک طرف اسلامی مملکت کا یہ حال ہے کہ وہاں پوچھا جاتا ہے کہ کوئی ضرورت مند ہے؟ وہ آئے اور اپنی ضرورت پوری کرے۔ جی ہاں پھر یہ دور بھی تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جن کے دور میں خیر و برکت۔ فوزو فلاح آسودگی و خوشحالی سے ہر گھر معمور تھا۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سلام اللہ و رضوانہ علیہ منے مجموعی طور پر ۴۰ سال حکومت کی۔ ۵۶ھ میں آپ نے اپنے فرزند دلبند امیر یزید کو تمام صحابہ کرامؓ اور عامۃ المسلمین کے مشورہ سے اپنا ولی عہد مقرر فرمایا۔ ۶۰ھ تک آپ اپنی عمر کے ۷۸ برس مکمل فرما چکے تھے۔ بڑھاپا بھی بہت ہو چکا تھا۔ رجب میں آپ کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی۔ پھر سنبھل نہ سکی۔ اسی ماہ کی ۲۲ تاریخ کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ اپنے مرض الوفات میں آپ نے امیر یزید کو اور خاندان والوں کو وصایا فرمائیں۔ جو در حقیقت صرف ان کے خاندان کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے آج بھی بینارۂ نور ہیں۔

آپ نے امیر یزید کو اور خاندان والوں کو فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔ کیونکہ اللہ رب العزت ڈرنے والوں کو مصائب میں مبتلا نہیں فرماتا۔ لیکن جو حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی مددگار نہیں۔

اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت کی کہ

رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی ایک قمیص مرحمت فرمائی تھی۔ اس کو میں نے اسی روز کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ آپ کے موئے مبارک اور ناخن بھی شیشہ میں محفوظ ہیں۔ اسی قمیص میں مجھے کفنانا اور ناخن اور موئے مبارک میری آنکھوں میں اور منہ میں بھر دینا۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے طفیل میری مغفرت فرمادیں۔"

وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین ہوئی۔ اور حضرت ضحاک بن قیسؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ کے بعد امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہایت رنج و غم و حسرت و یاس سے وہاں پہنچا دیا گیا۔ جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں پلٹا۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔

احلم امتی واجودھا۔ معاویہ

میری امت میں سب سے زیادہ حلیم اور بردبار معاویہ ہیں

سیدنا علیؓ نے فرمایا

لاتکرهوا امارة معاویة۔ معاویہ کی امارت کو ناپسند مت کرنا

کسی نے حضرت معافی بن عمران سے پوچھا معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہیں؟ تو اس پر وہ غضب ناک ہوئے اور سائل کو کہا

"کیا تم صحابی کو تابعی کی مثل بنانا چاہتے ہو؟ معاویہؓ تو آپ ﷺ کے صحابی اور برادر نسبتی ہیں۔ آپ کے کاتب ہیں اور اللہ تعالی کی وحی کے امین ہیں۔

سیدنا معاویہؓ کے فضائل و محامد اور محاسن اس قدر ہیں کہ انسان گننے لگے تو گنتا ہی چلا جائے۔

ہر دور میں جاہل اور منافق موجود رہے ہیں اسی طرح آج کے دور میں بھی کچھ جاہلوں اور منافقوں کو آپ کا یہ مقام و مرتبہ، اور رتبہ علیا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ سیدنا معاویہؓ کو کسی طرح خاطی، مخطی، ظالم، جابر، جائر اور معاذ اللہ قرآن ناشناس ثابت کیا جائے۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے؟ منہ پر ہی گرا جس نے بھی ماہتاب پہ تھوکا

یہ عمل بد انجام دینے والا کوئی بھی ہو، اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ چاہے وہ خود پیر ہو یا کسی پیر کا خلیفہ ہو یا اس کا کلوخ بردار!

وہ ابلیس کا نمائندہ بن کر اپنی زبان و قلم سے جتنی چاہے بکواس کر لے، تاریخ کی مکذوبہ اور رافضی روایات کا سہارا لے کر جتنی غلاظت بھی اگل لے جاہے مگر سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ کا بال بھی بھیگا نہیں کر سکتا کہ ان کی شخصیت ہمہ جہت نسبت صحابیت سے متصف ہے۔ ہاں اگر کچھ بگڑے گا تو اسی بد زبان اور دون نہاد کا۔ یقیناً اس کی آخرت تباہ ہوگی۔ اور ایک صحابیٔ رسول کے بارے میں اُگلی ہوئی تمام غلاظت روزِ محشر اس کے منہ پر مل دی جائے گی۔

(بقیہ از ۳۹)

پولیس کو مجلس احرار اسلام لائل پور سے ایسی جرأت رندانہ کی توقع نہ تھی اور نہ ہی اتنے بڑے مظاہرہ کا انکو اندازہ تھا اچانک یہ سب کچھ دیکھ کر عجیب بوکھلاہٹ میں بندوقوں سے مسلح اور لٹھ بند پولیس کے دستے جلوس کے آگے پیچھے بھاگتے دوڑتے رہے اور مظاہرین کو دہشت زدہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے مظاہرہ پروگرام کے مطابق کامیاب رہا۔ جس سے حکومت کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ احرار کی بہادری اور جرأت کے چرچے شہر کے گلی کوچوں میں اور گاؤں گاؤں ہونے لگے۔

عوام و خواص پر مرزائیت کا پول کھل گیا اس مظاہرہ کا اثر کئی کانفرنسوں اور جلوسوں پر بھاری رہا اس مظاہرہ کے بعد ہی مجلس کی شاخیں مضافات میں قائم ہوگئیں موضع گوکھووال میں بھی ایک جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اس گاؤں میں مرزائی بھی آباد تھے بلکہ ایک نمبردار بھی تھا جس کا اثر ورسوخ کافی تھا۔ وہاں مجلس احرار کا قیام مرزائیت کے لئے پیغام اجل تھا۔ گوکھووال میں بہت سے جلسے مجلس احرار اسلام لائل پور کے زیر انتظام منعقد ہوئے اور وہاں کافی "اٹ کھڑکا" رہا۔ (باقی آئندہ)

محترم احسان قادری (ڈیرہ غازیخان)

نذرانۂ عقیدت

بارگاہِ عالی رسالتِ مآب رحمت اللعالمین خاتم النبین ﷺ

انساں پہ بے حساب ہے احساں حضور کا
باغی مگر ہے پھر بھی یہ انساں حضور کا

توحید سرمدی سے کیا آشنا ہمیں
کیا کم یہی ہے دوستو احساں حضور کا

بحث و جدل کی اس میں کوئی بات ہی نہیں
حکم خدائے پاک ہے فرماں حضور کا

فسق و فجور، دہر سے نابود ہو گئے
نورِ ازل ہوا جو نمایاں حضور کا

شاہ و گدا کا فرق نہیں بارگاہ میں
فضل و کرم ہر اک پہ ہے یکساں حضور کا

مہتاب و آفتاب ستارے ہوں کہکشاں
ہے سب میں ایک نور فروزاں حضور کا

پتلائے خاک کی تو بھلا کیا بساط ہے
جبریل بھی ہے دیکھیے درباں حضور کا

شافعِ حشر، ساقیٔ کوثر حضور ہیں
شاہد قسم خدا کی ہے قرآں حضور کا

ہے آپ پر ہی ختم نبوت کا سلسلہ
جو مدعی ہے باغی ہے انساں حضور کا

دل میں اگر ہے خواہش خلد بریں ترے
توصدق دل سے تھام لے داماں حضور کا

ہر دور میں ملیں گے محبانِ مصطفٰے
احسان ہی نہیں ہے ثنا خواں حضور کا

ساغر وارثی

تاریخ کی ہے زندہ صداقت معاویہ

ہادیٔ دین و مہدیٔ ملت معاویہؓ — زندہ ثبوتِ فیضِ نبوت معاویہؓ

بطلِ جلیل مردِ جری سیدِ حلیم — تصویرِ حلم و مہر و مروت معاویہؓ

فخرِ قریش فخرِ عرب۔ فخرِ مومنین — معیارِ انتظام و سیاست معاویہؓ

لفظِ امیر نام کا جزو بن کے رہ گیا — کیسی سجی ہے تم پہ امارت معاویہؓ

خشکی پہ اقتدار سمندر پہ رعب داب — تسخیرِ بحر و بر کی علامت معاویہؓ

ابن سبا کے پیروؤں پہ برقِ بے اماں — اور مومنوں پہ بارشِ رحمت معاویہؓ

مومن کے دل کا چین منافق کے دل کی پھانس — اور کافروں کے قلب پہ ہیبت معاویہؓ

جھوٹی کرامتوں کی ضرورت نہیں اسے — تاریخ کی ہے زندہ صداقت معاویہؓ

موقف درست عزم قوی۔ دوست باوفا — کیوں کر نہ پاتے تختِ خلافت معاویہؓ

عام الجماعت آیا۔ گیا دورِ اختلاف — ہاں اب ہیں سربراہِ حکومت معاویہؓ

کیوں کر اڑاتے بیعتِ رضوان کا وہ مذاق — کیسے دکھاتے ایسی شقاوت معاویہؓ

عثمان کے قصاص کی بیعت نبیؐ نے لی — کرتے نہ کیوں نبیؐ کی اطاعت معاویہؓ

تکمیلِ عہدِ بیعتِ رضوان انہوں نے کی — جیسے کہ خود ہیں شاملِ بیعت معاویہؓ

اشعار کیا احاطہ کریں ان کے وصف کا
ساغرؔ بہت عظیم ہیں حضرت معاویہؓ

(بشکریہ ماہنامہ "فیض الاسلام" راولپنڈی دسمبر ۱۹۹۵ء)

وہ بحر و بر پہ چھا گیا، معاویہؓ معاویہؓ

وہ آگیا وہ آگیا، معاویہؓ معاویہؓ
وہ بحر و بر پہ چھا گیا، معاویہؓ معاویہؓ
وہ عادل و رشید ہے، حلیم ہے جوَاد ہے
وہ حاکم سدید ہے، صحابہؓ کی مُراد ہے
وہ اک ادائے نور ہے، وہ پرتو رسول ہے
اُسی کے عہد میں ہوا، سمندری جہاد ہے
بشارتِ رسول ہے، وہ خالوئے بتولؓ ہے
عرصۂ جہاد میں بھی، دیں کا اک عماد ہے
کتابتِ قرآنِ پاک، اُسی کا امتیاز ہے
امین و صہر بھی ہے، وہ نبی کو اعتماد ہے
وہ وارثِ خلیفہ ہے، وراثتِ سقیفہ ہے
وہ نائلہؓ کا بیٹا ہے، زعیم پاک زاد ہے
اسی لئے حسن کو بھی خوش آگیا، وہ بھا گیا
دلوں میں بھی سما گیا، معاویہؓ معاویہؓ
وہ آگیا وہ آگیا، معاویہؓ معاویہؓ
وہ بحر و بر پہ چھا گیا، معاویہؓ معاویہؓ

سید عطاء المحسن بخاری

حکیم محمود احمد ظفر

مقالۂ خصوصی
قسط سوم

جمہوریت ایک فتنہ اور فراڈ

پاکستان میں وزیر اعظم بھٹو نے قریباً سات سال حکومت کی۔ اس سات سال کے عرصہ میں اس کی کسی غلط بات سے اس کی پارٹی کے کسی رکن نے اختلاف نہیں کیا۔ اگر کسی نے ہمت مردانہ سے کام لے کر اختلاف کی جرأت کرلی تو پھر اس کا جو حشر ہوا اس کی داستان ظلم بڑی طویل ہے اور دلائی کیمپ، آزاد کشمیر کے کھنڈرات اور جیل کی کال کوٹھریاں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ دوسری طرف حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اس کی گواہی بھی اخبارات کے صفحات میں موجود ہے۔ اس سات سالہ دور میں حزب اختلاف کا پورے ملک میں کوئی جلسہ نہیں ہونے دیا گیا۔ اور دستور و آئین کی منظوری کے وقت حزب اختلاف کے اراکین کو F.S.F کے ذریعہ کس طرح ٹانگوں سے پکڑ کر باہر پھینکا گیا۔ تاریخ کے اوراق ان تمام ظلم و ستم کے واقعات کو اپنے سینے سے محو نہیں کرسکتے۔

اسی وجہ سے الفرڈ کابن نے لکھا ہے کہ

"جمہوریت اس بات کی متقاضی ہے کہ کوئی صحیح رائے عامہ (General will) (پھر اور اس رائے عامہ کے تجریدی تخیل) (Abstract Idea) کو جب محسوس اور مرئی شکل میں منتقل کیا جاتا ہے تو اسی میں سے منطقی طور پر آمریت ابھر آتی ہے۔

(Alfred colbox, the crisis of civilization, P.26)

یہ آمریت ضروری نہیں کہ کسی فرد واحد ہی کی ہو بلکہ ایک پارٹی اور ایک گروہ بلکہ ایک خاندان کی بھی ہوسکتی ہے۔ البتہ جو شے ان سب کے درمیان قدر مشترک کی حیثیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ مسند اقتدار پر متمکن ہونے کے بعد افراد، گروہ اور خاندان ان لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو بالکل غیر مسئول سمجھتے ہیں کہ وہ بلاشرکت غیرے ان لوگوں پر حاکم بلکہ ان کے مالک ہیں جن کے ووٹ لے کر وہ مسند اقتدار پر قابض ہوئے تھے۔ الفرڈ کابن نے بالکل درست کہا ہے کہ

"عوام کو حاکمیت کا سونپ دیا جانا ان کو وہی حقوق عطا کردیتا ہے جو الٰہی حقوق کے نظریہ (The Divine Right of King) کی رو سے ازمنہ وسطیٰ میں بادشاہوں کو حاصل تھے۔ اور اس طرح جن جن بے اعتدالیوں کے وہ بادشاہ مرتکب ہوتے تھے انہی بے اعتدالیوں کا ارتکاب آج حاکمیت جمہور کے نام پر جمہور کے یہ ٹھیکیدار اور دنیا کا عیار طبقہ کررہا ہے"۔

۸۔ اسلامی نظام حکومت اور جمہوریت میں ایک واضح فرق یہ بھی ہے کہ اسلامی نظام حکومت میں بندوں کو تولا جاتا ہے جبکہ جمہوری نظام حکومت میں بندوں کو گنا جاتا ہے یہ نظام فطرت کے خلاف ہے کہ ہر شخص کی

رائے کا وزن ایک جیسا ہو۔ ہمارا ہر روز کا مشاہدہ ہے کہ ہر حکومت اور دنیا کے ہر خطہ میں ہر شخص کا الگ الگ مقام ہے۔ آفیسر، کلرک اور چپڑاسی ان کی تنخواہوں میں بہت تفاوت ہے حالانکہ دیکھتے ہیں یہ سب ایک جیسے انسان ہیں، لیکن ان کی قابلیتوں کی وجہ سے ان کی آراء میں بہت تفاوت ہے۔ ان کی تنخواہوں کا فرق ان کی ذہنی پختگی اور ارتقاء کی وجہ سے ہے۔ یہ ایک فطری قانون کے تحت ہے۔ ایک جاہل اور ان پڑھ کا مقام وہ نہیں جو ایک عالم اور ماہر فن کا ہے۔ اسی شے کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

هَل يَستَوى الّذِينَ يَعلمون وَالّذِينَ لا يَعلمُون

"علم والے اور جاہل برابر نہیں ہیں۔"

لیکن اس غیر فطری نظام جمہوریت میں جاہل اور عالم، ماہر فن اور غیر ماہر فن، مفتی اعظم اور ان پڑھ، وزیر اعظم اور چوکیدار، سربراہ مملکت اور مڈل پاس چپڑاسی سب کی رائے اور ووٹ کی ایک ہی قیمت ہے۔ بلکہ وقت کے قطب اور ابدال اور ایک زانی اور شرابی، ایک دانشور اور پاگل کے ووٹ کی ایک ہی حیثیت ہے جو کہ خلافِ فطرت اور خلاف علم و دانش ہے۔ اس لحاظ سے جمہوریت نہ صرف خلاف اسلام بلکہ خلاف علم و دانش اور خلافِ فطرت بھی ہے۔ جمہوریت کے دلدادہ اگر ووٹ کے معاملہ میں سب انسانوں کو ایک ہی مقام دیتے ہیں تو اپنے روزمرہ کے معاملات میں ہر شخص کی رائے کو ایک حیثیت کیوں نہیں دیتے؟ مختلف دفاتر میں آفیسر اور کلرک کا نشیب و فراز کیوں ہے؟ اسی شے کو علامہ اقبال یوں بیان کیا ہے۔

جمہوریت وہ طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

مشہور ماہر سیاسیات ڈاکٹر برکے (Burke) نے جمہوریت کی اس خرابی کے بارہ میں لکھا ہے۔

"جمہوریتوں کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جمہوریت کی یہ شرائط شاذ و نادر ہی پوری ہوئی ہیں۔ عملی اعتبار سے جمہوریت دراصل جہالت کی حکمرانی کا نام ہے۔ اس کی ساری توجہ کمیت اور تعداد پر رہتی ہے۔ اس میں ووٹ گنے جاتے ہیں انھیں تولا نہیں جاتا۔"

۹۔ کہا جاتا ہے کہ جمہوریت میں جمہور کی فرمانروائی اور سیادت تسلیم کی جاتی ہے، لیکن یہی چیز جمہوریت کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ جمہور کسی مستقل اور پائیدار چیز کا نام نہیں بلکہ یہ ایک بڑی لوچدار چیز ہے جو ہر زور دار چیز سے دباؤ کھا کر اپنی شکل بدل دیتی ہے۔ اس سے روٹی، کپڑا اور مکان کا فراڈ کیا جا سکتا ہے۔ اس کا استحصال کیا جا سکتا ہے۔ اس کو لالچ دیا جا سکتا ہے۔ اس کو مشتعل کیا جا سکتا ہے۔ اس کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ ایسی غیر مستقل چیز پر جس ریاست کی بنیاد رکھی جائے گی اس میں نہ تو استقلال و پائیداری پائی جا سکتی ہے اور نہ ہی وہ انسانیت کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ خود پاکستان میں گذشتہ سالوں میں ایک شخص نے لوگوں کو روٹی کپڑا اور مکان کا لالچ دے کر پاکستان کو دولخت کر دیا اور پاکستان میں ایک ایسی حکومت قائم کی جس کے دلائی کیمپ کی داستانیں لوگ ٹیلیویژن پر باچشم گریاں سناتے تھے۔ جس میں ملک کی تمام ترقیاتی

اسکیمیں رک گئیں اور عوام اس کے پنجہ ظلم و ستم کے نیچے کراہنے لگے۔ پھر چشم فلک نے یہ زمانہ بھی دیکھا کہ جمہور اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جمہور کوئی پائدار اور مستقل ارادہ نہیں رکھتا کہ اس کے اجتماعی ارادے کو بنیاد بنا کر کسی ریاست کا نظام بنایا جائے۔

جمہوریت کا واحد مقصد یہ ہوتا ہے کہ اقتدار کی باگیں عوام کے منتخب نمائندوں کے ہاتھ میں دے دی جائیں لیکن عوام اور جمہور جن کو اتنا بڑا اور اہم کام سپرد کیا جاتا ہے خود ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ غربت ان کے اندر غور و فکر اور سوچ و بچار کی ساری صلاحیتوں کو مفلوج کر دیتی ہے۔ ان میں اتنی بصیرت اور اتنی سمجھ بوجھ نہیں ہوتی کہ وہ اپنے نفع و نقصان کا صحیح طور پر فیصلہ کر سکیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں کی حمایت کرنا اپنی زندگی کا کمال سمجھتے ہیں۔ ان کی اپنی کوئی رائے نہیں ہوتی بلکہ ان کی آواز ان کے گروہ اور پارٹی کی صدائے بازگشت ہوتی ہے۔ چنانچہ پروفیسر ہیرلڈ لاسکی (Laski) لکھتا ہے کہ

"رائے عامہ کا سرچشمہ نہ تو علم ہے اور نہ عقل و فہم، بلکہ اُسے ہمیشہ اپنے اپنے گروہ اور پارٹی کے مفادات جنم دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے انتخابات میں فیصلے ایسے عجیب و غریب وجوہ کی بنا پر کئے جاتے ہیں جن کا کسی طرح بھی علمی تجزیہ (Scientific Analysis) نہیں کیا جا سکتا۔"

(Crisis of Democracy P.21)

پاکستان میں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے، لیکن پاکستان کے علاوہ دوسرے مختلف ممالک کے انتخابات کا اگر ایک سرسری جائزہ لیں تو یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ لوگ عموماً کسی کو آگے لگاتے وقت اور قوم کی زمام اس کے ہاتھ میں دیتے وقت اس کے اخلاقی اور ذہنی اوصاف نہیں دیکھتے۔ وہ اکثر صرف یہ دیکھتے ہیں کہ وہ نعرہ کتنے زور کا لگاتا ہے اور زبان کے استعمال میں کس قدر مطلق العنان ہے۔ وہ انھی لوگوں پر فریفتہ ہوتے ہیں جو ان کا رخ حقائق سے موڑ کر انھیں آرزوؤں اور تمناؤں کی جنت میں لے چلیں۔ وہ حقائق سے آشنا کرنے والوں اور عقل کی بات بتانے والوں کو اپنا دشمن اور خوش کن باتیں کرنے والوں اور بھڑکیں مارنے والوں کو اپنا محسن اور خیر خواہ سمجھتے ہیں۔ وہ اسی شخص کے نعرے لگاتے ہیں جو ان کے سامنے انھیں ہوائی خوشنما باتیں پیش کرے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے نمائندگان کے انتخاب میں پیہم غلطیاں کرتے ہیں لیکن پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔ وہ اندھی تقلید اور بہری پیروی کے اس قدر خوگر ہو جاتے ہیں کہ کوئی خوفناک سیاسی حادثہ بھی ان کی آنکھیں نہیں کھول سکتا، یہاں تک کہ اگر ان کا محبوب قائد کوئی ملک دشمن کارروائی بھی کر دے، ملک کو دو تخت بھی کر دے پھر بھی وہ مختلف تاویلات سے اس کے اس فعل کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر ان چالاک، عیار طالع آزماؤں (Dpportunists) کو منتخب کر لینے کے بعد وہ یہ نہیں سوچتے کہ انہیں ان کے رہبر کدھر لے جا رہے ہیں۔

ٹامس کارلائل (T. Carlyle) نے جمہوریت کی اسی کمزوری کے باعث یہ کہا تھا:

"جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جس میں اعلیٰ اور نیک خصلت مگر خاموش انسانوں کے لئے کوئی جگہ

نہیں۔ یہاں اقتدار لاف زنی کرنے والے دھوکہ بازوں کے حصے میں آتا ہے"

نہ صرف کارلائل نے بلکہ دوسرے یورپی ماہرین سیاسیات نے بھی جمہوریت کی اس کمزوری اور نقص کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ بلیکی (Blakie) نے بہت سی مثالیں دے کر اس حقیقت کو ثابت کیا ہے کہ عوام اور جمہور فتنہ انگیز خطیبوں، بھڑکیں مارنے والے قائدوں اور سبز باغ دکھانے والے سیاست دانوں کے بھروں میں آجاتے ہیں۔ سیاسی طالع آزماؤں کی ظاہری شان و شوکت انھیں موہ لیتی ہے۔ اس مفتوح ضمیر کے ساتھ یہ لوگ اپنے اندر اتنی اہلیت اور قوت نہیں پاتے کہ وہ اپنے میں سے کسی بہتر آدمی کو منتخب کرلیں، لہذا وہ ملک کی عنانِ اقتدار نااہل اور عیار لوگوں کے سپرد کردیتے ہیں۔

حکومت کے مسائل علم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جمہور زیادہ تر جاہل ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ مختلف امیدواروں کی تقاریر سُن کر یہ فیصلہ ہی نہیں کرپاتے کہ کون صحیح بات کہہ رہا ہے اور کون غلط۔ کیونکہ قومی اور بین الاقوامی مسائل کو سمجھنے کے لئے اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور تعلیم بھی وہ جس کا ان مسائل سے تعلق ہو۔ جمہور غریب ہونے کی وجہ سے یہ اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کرسکتے کیونکہ اس زمانہ میں تعلیمی اخراجات اس قدر زیادہ ہیں کہ دولت مندوں کے علاوہ دوسرا ان کے بار کا متحمل نہیں ہوسکتا، اس وجہ سے غریب تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔

دوسرے سرمایہ دار طبقہ جو حکومت کی مسند پر براجمان ہوتا ہے، وہ بھی اپنی زندگی کا سِترِ نہاں جمہور کی جہالت ہی میں پنہاں پاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ غریب طبقہ میں فکر و احساس کی لہریں پیدا ہو گئیں تو ہماری زندگی خطرہ میں ہوگی۔ حکمران طبقہ کی ساری کوششیں اسی بات پر مرکوز رہتی ہیں کہ جمہور زیادہ سے زیادہ جاہل رہیں۔ اور اگر ان کو کوئی تعلیم دی بھی جائے تو وہ ایسی تعلیم ہو جو ان کے اندر غور و فکر کی صلاحیتیں اُبھارنے کی بجائے ان کے ذہنی قوت کو یک قلم معطل اور مفلوج کردے۔ اور انھیں امور مملکت میں دل چسپی لینے کی بجائے صبح و شام صرف ایک ہی فکر ہو اور وہ روٹی کمانے کی فکر۔ چنانچہ ہیرلڈ لاسکی (Herald Laski) نے لکھا ہے۔

"اگر علم کی کلید غریبوں کے ہاتھ میں دے دی جائے تو وہ اس بات کو سوچنے پر مجبور ہوجائیں گے کہ اس نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا جائے جو بغیر کسی منصفانہ اصول کے معاشرہ میں عدم مساوات کو روا رکھتا ہے۔ اس لئے تمام وہ حکومتیں جو عدم مساوات کی بنیاد پر قائم ہیں، وہ اپنی قوت لوگوں کی جہالت سے حاصل کرتی ہیں، اور اس کے لئے ملک میں ایسا نظام تعلیم رائج کرتی ہیں جو اس غلط اساس کو کم از کم صدمہ پہنچائے۔ لہذا ان کے ہاں تعلیم کا مقصد لوگوں کو زیور علم سے مزین کرنا نہیں ہوتا بلکہ سرمایہ داری کو ہر قسم کے حملوں سے محفوظ کرنا ہوتا ہے۔

(H. Laski, Crisis of Democracy, P. 56)

۱۰۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ جمہوریت عوام کی یا عوام کی اکثریت کی حکومت ہوتی ہے۔ یہ بھی عوام کے ساتھ

ایک بہت بڑا فراڈ ہے۔ کیونکہ اوّل تو اکثریت کی رائے کا اندازہ کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔ ایک شخص کے لئے جو معاشرہ میں رہتا ہے یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ بغیر دباؤ کے اپنی اصل رائے کا اظہار کر سکے۔ مشہور ماہر سیاسیات الفرڈ کابن (Alfred Colbon) نے اس بارہ میں لکھا ہے۔

"کسی قدیم قوم کے لئے اپنی رائے کا اظہار عملی طور پر کرنا ممکن تھا، لیکن اب اکثریت آبادی کی وجہ سے گروہ جس قدر بڑھتے جائیں گے اسی تناسب سے ایک فرد کے لئے یہ دقت پیدا ہوتی چلی جائے گی کہ وہ اپنی رائے کے مطابق عمل کرے، اور اسی نسبت سے متضاد آراء بھی معرض وجود میں آتی جائیں گی۔ اس لئے اس کی عملی شکل سوائے نمائندگی کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ یہ مسئلہ ماہرین نفسیات کی سمجھ سے بالا ہے کہ دو چار یا آٹھ کروڑ انسانوں کی رائے کی صحیح طور پر کس طرح ترجمانی کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ابھی تک کوئی ایسا سیاسی منتر بھی دریافت نہیں ہو سکا جس کے ذریعہ چار کروڑ افراد کی آراء کا اظہار کیا جا سکے۔ ان حالات میں جبکہ نمائندگی کا پورا نظام مثلاً الیکشن، پارٹیاں، کابینہ وغیرہ عوام اور آخری حکمران کے درمیان مائل ہو۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ عوام کی صحیح رائے معلوم کی جا سکے۔ مختلف سیاسی جماعتوں کا مختلف سیاسی نظریات کے ترجمان کی حیثیت سے جنم لینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سماج میں مختلف مفادات پائے جاتے ہیں۔ اور کسی ایسی سوسائٹی کا تصور بھی ناممکن ہے جس میں سارے افراد کے مفادات ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہوں۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے اگر ہم ایک ریاست کے لئے ایک ہی رائے کے طالب ہوں تو یہ سوائے ایک پارٹی اسٹنٹ یا ایک فرد کی حکومت کے ممکن نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ نظام زندگی رائے عامہ پیدا کرنے میں سخت ناکام ہوا ہے۔

(Alfred Colbon, the crisis of civilization, P.112)

الفرڈ کابن کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثریت کی رائے تو بہت بڑی بات ہے ایک فرد واحد کی صحیح رائے بھی معلوم نہیں کی جا سکتی کیونکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ ان کی اپنی رائے نہیں ہوتی بلکہ دباؤ کے تحت نکلی ہوئی رائے ہوتی ہے لیکن اگر اکثریت کی رائے معلوم بھی ہو جائے تو پھر بھی اکثر حالتوں میں جمہوری نظام میں اقلیت کی حکومت ہوتی ہے اکثریت کی نہیں ہوتی۔ خصوصی طور پر جبکہ ملک میں دو سے زیادہ پارٹیاں ہوں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جمہوری نظام میں کسی شخص پر کوئی قدغن نہیں کہ وہ الیکشن میں کھڑا نہ ہو سکے بلکہ ہر شخص اس مقابلہ میں بالکل آزاد ہے۔ اگر ایک حلقہ انتخاب میں تین لاکھ ووٹر ہیں اور چھ امیدوار الیکشن میں کھڑے ہوئے تو جو امیدوار پچاس ہزار ایک ووٹ لے جائے گا وہ کامیاب ہے۔ اور وہ بڑی ڈھٹائی سے سینے پر ہاتھ مار کر یہ کہے گا کہ میں عوام کا نمائندہ ہوں حالانکہ دو لاکھ انچاس ہزار نوسو ننانوے لوگوں نے اس عوامی نمائندہ ہونے کے دعویدار کو ووٹ نہیں دیا۔ لہٰذا ایک طرف تو عوام کے احتجاج کو یہ کہہ کر تسلی دی جاتی ہے کہ یہ آپ ہی کا نمائندہ ہے۔ آپ ہی کے ووٹوں سے کامیاب ہوا ہے، حالانکہ ووٹ تو اس کو ایک نہایت قلیل تعداد نے دیئے تھے۔ اور دوسری طرف نمائندہ صاحب چونکہ پچاس ہزار ایک ووٹ کے

نمائندہ ہیں، لہذا وہ ہر معاملہ میں انہیں آدمیوں کی ہر جائز و ناجائز مدد کریں گے اور اپنے حلقہ کے دوسرے ووٹروں کی پرواہ نہیں کریں گے۔ اور جن ووٹروں نے انھیں ووٹ نہیں دئیے تھے وہ بھی اپنے ذہن میں اس کو اپنا نمائندہ نہیں سمجھتے۔

۱۰۔ جمہور کا ادبی اخلاقی اور نفسیاتی اثرات سے متاثر ہونا یقینی ہے۔ ایسی صورت میں ریاست کے لئے کوئی مستقل اخلاقی معیار اور قانون کے لئے پائیدار اخلاقی بنیاد نہیں رہتی۔ اگر جمہور کے اندر بڑے بڑے میلانات نشوونما پانے لگیں تو ریاست اور قانون دونوں جمہور اور ان کے میلانات ہی کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ باشندے اگر تباہی کی جانب ایک قدم چلتے ہیں۔ تو ریاست ان کو سو قدم دھکیلتی ہے۔ اس طرح انسانیت کی تباہی و بربادی کا راستہ مختلف ہو جاتا ہے۔ اس کی زندہ مثال دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک برطانیہ کی ہے جہاں حکومت نے ہم جنسی کا قانون پاس کر کے لوگوں کو بد اخلاقی کے قعر مذلت میں دھکیل دیا ہے۔

یہ جنسی بے راہ روی جو آج یورپ، امریکہ وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے اور دوسرے ممالک میں پھیل رہی ہے یہ اسی جمہوریت کے اثرات اور نتائج ہیں۔ عورت نے جب یہ سمجھا کہ میں اب بالکل آزاد ہوں۔ مجھے کوئی روکنے اور ٹوکنے والا نہیں۔ دوسری طرف جمہوریت نے جو سرمایہ دارانہ نظام لوگوں کو دیا اس نے افراد کی شخصی ملکیت کو غیر محدود حق دے دیا۔ جس کی وجہ سے ہر شخص پیسہ کما کر آگے بڑھنے کی فکر میں لگ گیا۔ پیسہ کمانے کی خواہش کی تکمیل صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ اپنی ذات کے لئے کوشش کرنے اور سعی کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہو وہ اس کا مالک بنے۔ یہی ایک جذبہ انسانی کوششوں کا اصل محرک ہے۔ نبض حیات میں تموج ہے تو اسی کی وجہ سے اور نظام عالم کے عروق مردہ میں خونِ زندگی دوڑ رہا ہے تو اسی کی حرارت سے۔ جب جمہور کے ہر فرد کے ذہن میں یہ شی بیٹھ گئی تو اب اس نے نظام سرمایہ داری کے اصول مسابقت کو اپنایا۔ یہ مسابقت نہ صرف مختلف طبقوں اور گروہوں کے درمیان شروع ہوئی بلکہ ایک ہی طبقہ اور ایک ہی گروہ کے مختلف افراد میں بھی پائی جانے لگی۔ جہد للبقاء (Struggle of Existence) کی کوکھ سے نکلی ہوئی اس ڈائن نے ہر مرد و زن کو تاخت و تاراج کر دیا۔ مگر اس کے سحر کا کمال یہ ہے کہ لوگ تباہی کے عمیق غاروں کی طرف لڑھکتے ہوئے بھی یہی محسوس کر رہے ہیں کہ وہ ترقی کے بام بلند پر جا رہے ہیں۔ اسی جذبہ مسابقت کے تحت عورت دفتروں اور فیکٹریوں میں کام کرنے کے لئے گھر سے نکلی۔ پرانے تمام بندھنوں کو توڑا۔ شرم و حیاء کے لباس کو تار تار کیا اور دفتروں اور فیکٹریوں میں جا کر کام کرنے لگی۔ گویا چراغ خانہ سے شمع انجمن بننے کے لئے نکلی، لیکن اس تغیر نے اس صنف نازک کو مضطرب کیا۔ لہذا سوسائٹی پر اس کے جو اثرات پڑے وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک بچوں کی تربیت اور نگہداشت سے عام بے پروائی دوسرے جنسی انارکی۔ اور پھر اس جمہوری آزادی اور اس جمہوری نظام کی برکتوں سے ایسا معاشرہ پیدا ہوا جو جنسی بے راہ روی کے قعر ندامت کی طرف بگٹٹ دوڑ رہا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے پہلے عورت کو جمہوری حق دے کر باہر نکالا تھا، اب اس قدر پریشان ہو گئے ہیں کہ وہ اب پھر اسے گھر واپس لانے کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ لیکن معاملہ ان کے بس میں نہیں رہا۔

بانئ تحریکِ مدحِ معاویہؓ، قائدِ احرار، جانشینِ امیرِ شریعت

حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کا مسلک

(ذوالکفل بخاری بنام مدیرِ ماہنامہ "الخیر")

۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ

۳ نومبر ۱۹۹۵ء

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

برادرِ بزرگ حضرت مولانا محمد ازہر صاحب زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ،

ہمارے اور آپ کے مشفق و مربی حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذربخاری (نوراللہ مرقدہ، و برداللہ مضجعہ) کے سانحۂ ارتحال پر یقیناً ہم سب مستحقِ تعزیت ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی وفات پر حکیم مومن خاں مومن رحمتہ اللہ علیہ نے مرثیہ کہا تھا۔ اس میں ایک شعر تھا کہ

دستِ بیدادِ اجل سے بے سروپا ہو گئے
فقر ودیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و عمل

میں جب چاہتا ہوں کہ "بڑے شاہ جی" (حضرت ابوذربخاری) کی رحلت پر کچھ کہوں تو یہ شعر یاد آجاتا ہے۔ اور پھر نہ مجھ میں کچھ کہنے کی تاب رہتی ہے، نہ لکھنے کی، نہ سوچنے کی۔ بس روتا رہتا ہوں۔ آپ کو بھی شاہ جی یاد تو آتے ہوں گے؟ آپ کو رونا بھی آتا ہوگا؟ لیکن آپ تو صابر و ضابط ہیں۔ آپ تو دلاسا دینے والوں میں سے ہیں۔

تازہ "الخیر" میں آپ نے شاہ جی کو یاد کیا۔ آپ نے جو کچھ لکھا، وہی میرے دل میں تھا۔ لیکن....... میں بادلِ ناخواستہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ایک بات ایسی بھی کہی جو بے محل بھی ہے اور بے اصل بھی! مجھے کہنے دیجئے کہ آپ سے ایسی توقع مجھے کبھی نہیں تھی۔ آپ نے لکھا کہ...... "ناموس و مقام صحابہ کرامؓ کے بارے میں حضرت شاہ صاحب حساس ضرور تھے لیکن مشاجراتِ صحابہؓ کے باب میں کوئی غیر محتاط جملہ ان کی زبان سے نہیں سنا گیا جو جمہور امت کے مسلک و موقف سے مطابقت نہ رکھتا ہو" اور یہ بالکل درست ہے۔ لیکن اس سے آگے آپ نے ایک یکسر نئے عنوان سے اعتنا فرماتے ہوئے لکھا کہ...... "حضرت شاہ صاحب پر یزید کے حامی ہونے کا الزام بھی بے حقیقت ہے۔ وہ اپنی تقاریر میں واشگاف الفاظ میں اسے بد قسمت اور راہِ اعتدال سے برگشتہ (برگشتہ؟) قرار دیتے تھے.... اس مسئلے میں اگر ان سے کوئی فروگزاشت ہوئی بھی ہو

تو........ یہ "خطا" ان شاء اللہ یقیناً قابلِ عفوو در گزر قرار پائے گی"

للہ! غور فرمائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیا کہہ رہے ہیں؟ کس موقع پر کہہ رہے ہیں؟ کس سیاق و سباق میں کہہ رہے ہیں؟ اور کیوں کہہ رہے ہیں؟ دیکھئیے........

اولاً......... آپ نے فرمایا کہ حضرت شاہ جی مشاجرات صحابہ کے باب میں ہر گز غیر محتاط نہیں تھے۔

ثانیاً......... آپ نے یہ بھی فرمایا کہ شاہ جی پر یزید کی حمایت کا الزام بھی بے حقیقت ہے۔

ثالثاً......... آپ نے کہا کہ شاہ جی رحمہ اللہ یزید کو بد قسمت اور راہ اعتدال سے برگشتہ قرار دیتے تھے۔

اور رابعاً......... آپ نے کہا کہ اگر شاہ جی رحمہ اللہ سے اس ضمن میں کوئی خطا ہوئی بھی ہے تو (انشاء اللہ) قابل عفوو در گزر ہے۔ حضرت مولانا! یہ کتنی حیران کن بات ہے کہ جس بزرگ کی صفائی آپ خود دے رہے ہیں اور اپنے مشاہدے، تعلق اور ذاتی شہادت کے محکم و مضبوط حوالوں سے دے رہے ہیں۔ پھر اسی کی فرضی، وضعی اور ظنی فرو گزاشتوں کا وجود بھی تسلیم فرما رہے ہیں اور "خطا شماری" بھی فرما رہے ہیں۔ کیا آپ کو اپنے آپ پر، اپنے ہی لکھے پر اعتماد نہیں ہے؟ آپ کس سے مرعوب ہیں؟ "پروپیگنڈے" سے؟ ہمارے شاہ جی علیہ الرحمتہ کا یہی "قصور" ہے اور یہی "کارنامہ" ہے کہ وہ پروپیگنڈے سے کبھی بھی اور کہیں بھی مرعوب نہیں ہوئے خواہ اس پہ کتنی ہی صدیوں کی اور کتنے ہی لوگوں کی مہر تصدیق اور مہر تقدیس لگی ہوئی ہو۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو وہ "ابوذر بخاری" نہیں کچھ اور ہوتے۔ محقق، خطیب، ادیب، عالم، شیخِ طریقت اور قائد انقلاب تو بہت ہوئے، بہت ہیں، بہت ہوں گے لیکن اس عہد میں سبائیت، جمہوریت اور اباحیت کے خلاف سینہ سپر ہونے والوں میں شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ کا نام ہی سیادت مآب بھی ہے اور سعادت مآب بھی ا وہ وقت دور نہیں (اور شاید آن ہی پہنچا ہے) جب لوگوں کو شاہ جی کی باتیں بہت یاد آئیں گی۔ جب اعتقادی، فکری، نظریاتی اور علمی محاذوں پر لڑنے والوں کی کمک پر علماءِ حق کے نا اہل وارث ہی رہ جائیں گے۔ لیکن.... میں کہاں تک لکھوں؟ کیونکر لکھوں؟ شاہ جی کے حوالہ سے بات کرتے ہوئے وہ ربطِ کلام کہاں سے لاؤں؟ واللہ! مجھ سے لکھا نہیں جاتا۔

یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ شاہ جی یزید کو بد قسمت اور راہ اعتدال سے برگشتہ کہتے تھے۔ تو شاہ جی یوں نہیں کہتے تھے۔ وہ اسے "بد قسمت" کہتے تھے لیکن اس لئے کہ اس کے دور میں سانحہ کربلا رونما ہوا۔ البتہ "را اعتدال سے برگشتہ"...... شاہ جی کے لفظ نہیں ہیں۔ شاہ جی کے نزدیک وہ بد قسمت ضرور تھا۔ آپ بھی اسے برگشتہ ایام، برگشتہ اختر، برگشتہ بخت، برگشتہ دولت، برگشتہ سر، برگشتہ طالع کہہ لیں لیکن اپنے لفظ شاہ جی سے منسوب نہ کریں۔ ان کی روح کو اس سے صدمہ ہوگا۔ آپ کو پتا تو ہے کہ وہ اس معاملے میں بھی کتنے حسا اور کتنے محتاط تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے، آخر وہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے شاگرد تھے ا آپ کے بقول "ممتاز و محبوب تلمیذ" اور "جلیل القدر فاضل" تھے۔ اپنے مسلک پر اور اپنی آراء و مواقف جو اعتماد اور جو انشراح...... قابل رشک اعتماد و انشراح...... انہیں حاصل تھا وہ ہمیشہ اسے استادِ گرامی

جوتیوں کا صدقہ کہا کرتے تھے (جی ہاں، وہ یہی کہا کرتے تھے)۔ وہ ہمیشہ مسلک جمہور کے، مسلکِ اساتذہ و مشائخ کے اور مسلکِ سلف صالحین کے نقیب و منادر ہے۔ جس حسنِ تعبیر، حسن تعلیل، حسنِ تعدیل اور حسنِ تحقیق کا اظہار ان کی زبان اور قلم سے ہمیشہ ہوا، وہ یقیناً حق و صواب ہے۔ تفرد اور تجدد ہر گز نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تخطیہ و تصویب پر کمر بستہ "حکم"..... اپنوں میں ہوں یا غیروں میں، شاہ جی نے ان کی تردید و بطلان کو (آپ ہی کے بقول) اپنی زندگی کا مشن بنالیا تھا۔ آج سے پینتیس چالیس سال پہلے انہوں نے عزیمت کا جو راستہ اختیار کیا تھا، وہ اگرچہ نیا نہیں تھا لیکن.......... نیا تھا۔ سبائیت کے خلاف اللہ رب العزت نے ان سے جو کام لیا، وہ یقیناً اس میں منفرد ہیں (متفرد نہیں) اور مجدد ہیں (متجدد نہیں)۔ باقی رہا دشنام و الزام تو اس سے کون سا حق گو بچا ہے؟ شاہ جی فرماتے تھے کہ..... مجھے حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یاد فرمایا، اور فرمایا کہ تمہارے خلاف بہت ہنگامے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سب دفاعِ صحابہؓ اور خصوصاً دفاعِ سیدنا معاویہؓ کا شاخسانہ ہے۔ پھر میں نے کچھ تفصیل عرض کی۔ حضرت الاستاذ مسرور و مطمئن ہوئے۔ میری تحسین و تصویب فرمائی۔ خود اپنے مبارک ہاتھوں سے "قصیدہ بدء الامالی" میرے سامنے کھول کر رکھا اور یہ شعر مجھے پڑھوایا کہ

ولم یلعن یزیداً بعد موتٍ سوی المکثا رفی الاعداء غال(۱)

حضرت مولانا! ابھی تو شاہ جی کی آنکھیں بند ہوئے زیادہ دن بھی نہیں گزرے۔ یہ آپ ان کی کیسی صفائیاں دے رہے ہیں؟ یہ کیسی تعزیت ہے؟ معاف کیجئے گا..... یہ "تحسینِ سخن ناشناس" کا سزاوار کون ہے؟ وہ شخص جس کی ساری زندگی کھلی کتاب ہے! جسے مجمل و مبہم بات کرنی آتی ہی نہیں تھی۔ جس کی ساری زندگی خطابِ مفصول اور کلامِ مفصّل سے عبارت ہے۔ شاہ جی نے کب اپنا عقیدہ و مسلک چھپایا؟ اسی خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں ۱۹۸۱ء (۱۴۰۱ھ) تقریر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا تھا کہ...... "حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک یزید کا مسئلہ علم عقائد سے نہیں، علم تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی اگر کسی کی تحقیق میں اس کا فسق و فجور تاریخ سے ثابت نہ ہو تو اس کو لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے۔ اور میں اس مسلک میں حضرت گنگوہی کا پیروکار ہوں"........... کیا آپ کو شاہ جی کی یہ تقریر بھی یاد نہیں؟ یا آپ بھی سبکسارانِ ساحل میں سے ہیں؟

حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ "ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے" لیکن آج کے "مقلدین" کو عدمِ احتیاط اور عدمِ سکوت میں ہی سکون ملتا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ "تقلید" کیا ہوتی ہے؟ علم و نظر کی وسعت کیا ہوتی ہے؟ اختلافِ رائے، اختلافِ مشرب اور اختلافِ مسلک کی ماہیات و حدود کیا ہیں؟ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید۔ "زندہ تقلید" تھی۔ دانش و بینش، بصیرت و فراست اور علم و تحقیق کا دوسرا نام! انہیں حضرات رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی اور خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے یہی وراثت منتقل ہوئی

تھی۔ صاحبِ "ترجیح الراجح" کا خرد افروز اسوہ ان کے پیش نظر رہتا تھا۔وہ "مُردہ تقلید" کے آدمی نہ تھے۔اقبال مرحوم نے تو "توحید" کے متعلق کہا تھا کہ

زندہ قوت تھی زمانے میں یہ توحید کبھی
آج کیا ہے فقط اک مسئلۂ علم کلام!

جس طرح توحید، "زندہ قوت" نہ رہی علم کلام کا مسئلہ ہو گئی ہمارے یہاں یہی "تقلید" کے ساتھ ہوا۔ اور وہ مناظرہ بازی کا مسئلہ ہو کے رہ گئی۔ اسے المیہ نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟ یہ اسی کا نتیجہ تو ہے کہ آج جب علمِ عقائد اور علمِ تاریخ میں تمیز کی جاتی ہے تو اسے کبھی فرو گزاشت اور خطا کہا جاتا ہے اور کبھی فتنہ و بدعت!

حضرت مولانا! میں بہت سی باتیں کہنا چاہتا ہوں لیکن کچھ نسبتوں کا احترام مانع ہے۔ شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ نے ساری زندگی نسبتوں کا احترام کیا۔ آج آپ نے ایسی باتیں کہیں کہ میں نے اپنے آپ کو جس قدر بے تاب محسوس کیا اسی قدر بے بس بھی! گویم مشکل و گرنگویم مشکل! واللہ! شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ بگوشوں کے لئے خیر المدارس ایسے مرکز العلم سے اجنبیت، مغائرت اور مخالفت کی غماز آوازیں.......... بڑا امتحان ہیں۔ "الخیر" کے محرم الحرام (جون ۱۹۹۵ء) کے شمارے میں بھی دعوتِ مبارزت دی گئی تھی۔ اگر کچھ مبارزین و مناظرین کو اسی پر اصرار ہے تو میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر، پورے ایمان و یقین کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ ہم سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی ریت کو مرنے نہ دیں گے۔

ہاں، اگر شاہ جی کی رحلت کے فوراً بعد بعض بزرگوں پر یہ "انکشاف" ہوا ہے کہ ان کا مسلک کیا تھا اور کیا نہیں تھا تو ان کی خدمت میں اتمامِ حجت کے طور پر عرض ہے کہ

"امایزید بن معاویۃؓ عن ابیہ فکان ملکاً من ملوک المسلمین بایع علی یدہ اصحاب رسول اللہ منہم الذین بایعوا علی ید ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ۔ واما امرہ، بقتل الحسینؓ فقیل لم ثبت و لم یصح و ہو صحیح و اما فسقہ واللعن علیہ فہو امر اختلف فیہ۔ واما نحن فمن المتوقفین و ہو مسلک المحققین"!(۲)

میری خواہش ہے کہ یہ چند گزارشات بھی "الخیر" میں شائع فرمادیں

والسلام مع الاکرام

نیاز آگیں، محتاج دعا.......... ذوالکفل بخاری

---

(۱)اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ.......... "یزید پر سلف میں سے کسی نے لعنت نہیں کی۔ سوائے رافضیوں، خارجیوں اور بعض معتزلہ کے۔ جنہوں نے فضول گوئی میں مبالغہ سے کام لیا ہے"۔ اور اس مسئلہ پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں......

"فلا شک ان السکوت اسلم،واللہ اعلم "

(بحوالہ ماہنامہ "بینات" کراچی اگست ۱۹۸۱ء)

(۲)(ترجمہ) "یزید بن معاویہ اپنے والد ماجد کے بعد مسلمانوں کے بادشاہ ہوئے۔ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے والوں میں وہ اصحابِ رسول ﷺ بھی شامل تھے جنہوں نے حضرات خلفائے راشدین ......ابوبکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم) کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی تھی۔ جہاں تک قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے تو یزید کی طرف اس کی نسبت نہ ثابت ہے اور نہ صحیح! جہاں تک ان کے فسق اور ان پر لعنت کی بات ہے تو اس میں (علمائے امت میں) اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم یزید کے معاملے میں "توقف" کے قائل ہیں..... کہ یہی مسلک محققین ہے"۔

(یہ عبارت جون (۹۵ء) کے "الخیر" میں "ناظم المجلہ" کی طرف سے شائع کی گئی لیکن رسالہ کی تقسیم و ترسیل سے پہلے اس پر سنسر کی کالک مل دی گئی۔ ہمارے ریکارڈ میں "الخیر" کا مذکورہ شمارہ اپنی اصل اور مسخ حالت دونوں صورتوں میں محفوظ ہے۔)

مدیر "الخیر" کی معذرت

"الخیر" کی گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری قدس سرہ کے افکار و نظریات پر تعزیتی شذرہ میں جو کچھ لکھا گیا معاصر عزیز ماہنامہ "نقیبِ ختمِ نبوت" ملتان اور عزیزم ذوالکفل بخاری سلمہ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ سو اس سلسلہ میں ہمیں اپنی رائے پر اصرار نہیں۔

جن الفاظ سے حضرت شاہ صاحب مرحوم کے اخلاف کو صدمہ ہوا ہو ہم ان سے رجوع کرتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ ہماری معذرت کو قبول فرمائیں گے۔

نیاز مند۔ محمد ازہر

(بشکریہ، ماہنامہ "الخیر" ملتان رجب ۱۴۱۶ھ، دسمبر ۱۹۹۵ء)

مولانا ابوریحان سیالکوٹی

سبائی فتنہ

(حصہ اول)

قیمت 150 روپے

اہل سنت کے روپ میں رفض و سبائیت پھیلانے والے طبقہ کے خیالات کا
علمی و تحقیقی محاسبہ
ایسی کتاب جس نے بعض نام نہاد
تقدس مآبوں کی حجلہ عروسی میں
زلزلہ بپا کر دیا

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

مولانا ابوریحان عبدالغفور، بنام ماسٹر محمد امین

گرامی قدر جناب مولانا محمد امین صاحب صفدر۔ وفقکم اللہ وایانا لما یحب و یرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں ماہنامہ "الخیر" کے قارئین میں سے ہوں آپ کے مضامین دلچسپی سے پڑھتا ہوں بلکہ یہ رسالہ میں نے جاری ہی آپ کے قاطع غیر مقلدیت مضامین کی وجہ سے کرایا تھا۔ محرم ۱۴۱۶ھ کے شمارے میں آپ کا مضمون۔۔۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ۔۔۔ بھی دلچسپی سے پڑھا لیکن اس کا آخری حصہ آپ کے محققانہ مقام و مرتبہ سے بہت فروتر محسوس ہوا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ان کی شہادت کا ذکر تو آنا ہی تھا وہ آیا لیکن افسوس کہ اسطرح آیا جسطرح امام باڑوں کی مجالس عزا میں آیا کرتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے سنی بھی ان کی شہادت کا ذکر چونکہ اس طرح کرنے کے عادی ہیں اس لئے میں سمجھا کہ اسی عادت کے مطابق ہی آپ نے بھی چلتی آرہی باتیں آگے چلتی کر دی ہیں۔ لیکن بعد میں آپ کا وہ مضمون نظروں سے گزرا جو آپ نے حضرت مولانا محمد امین صاحب اور کزئی کے جواب میں لکھا تھا۔ اس کے بعد پھر آپ کا وہ مضمون بھی پڑھنے کو ملا جس میں آپ نے مولوی ضیاء الرحمن ہزاروی شریک دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان کے بعض استفسارات کے جوابات دیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی مدیر "الخیر" کے قلم سے نکلی ہوئی اس حق بات کا صاف و شفاف نورانی چہرہ بھی اپنی اصلی حالت میں دیکھنے کا موقع ملا جس پر ادارہ "الخیر" نے شاید آپ کے مجبور کرنے یا کسی اور وجہ سے کالک مل دی تھی۔

ان سب چیزوں کے ملاحظہ کے بعد میرے لئے آپ کی وہ باتیں محض معمول کی باتیں نہ رہیں بلکہ ان میں وہی اعتقادی غلو اور مزاجی بے اعتدالی محسوس ہوئی جس کا آپ کو اپنے مخصوص اہداف یعنی غیر مقلدین سے شکوہ رہتا ہے۔ کیونکہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یزید کا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ وغیرہ ہونا نہ ہونا بھی صحابہؓ و تابعین کے دور سے اسی طرح اختلافی چلا آرہا ہے جس طرح دوسرے فقہی اختلافی مسائل۔ چنانچہ اس سلسلہ میں صحابہؓ کی دو جماعتوں اور ان کے دو مختلف نظریوں کا ذکر تو آپ نے بھی کیا ہے، گو آپ نے خلع بیعت اور خروج سے منع کرنے والی جماعت صحابہؓ کے موقف کی یہ توجیہ کی ہے کہ انہوں نے صرف فتنہ سے بچنے کے لئے منع کیا تھا ورنہ جانتے مانتے وہ بھی یزید کو فاسق و فاجر ہی تھے لیکن یہ تو آپ نے صرف اپنا خیال ظاہر کیا ہے کوئی امر واقعہ تو بیان نہیں کیا اور آپ کا یہ خیال بھی آپ کے اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ "یزید کا فاسق و فاجر ہونا صحابہؓ میں اتفاقی تھا" جبکہ ابھی تک خود آپ کا یہ مفروضہ ہی شرمندہ ثبوت نہیں ہوسکا۔ غور کرنا چاہیئے کہ آخر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آج چودہ

کیا ان صحابہ کرامؓ اور اہل بیت نبوۃ عظام نے ایک فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کی بیعت کی تھی؟ کیا دوسروں کو بھی انہوں نے ایک فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کی ہی بیعت و اطاعت کی تلقین کی تھی؟ حاشا و کلا لہذا ان صحابہؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ "انہوں نے محض فتنہ سے بچنے کیلئے حضرت حسینؓ اور اہل مدینہ کو خروج اور خلع بیعت سے منع کیا تھا ورنہ جانتے مانتے وہ بھی یزید کو فاسق و فاجر، زانی و شرابی اور تارک صلوٰۃ و مہا پاپی ہی تھے"، بہت ہی بعید از عقل و قیاس ہے، بلکہ ان کے طرز عمل اور خروج و خلع سے منع کرنے کے لب و لہجہ اور ان کی دینی غیرت و حمیت کے پیش نظر قرین عقل و قیاس یہی ہے کہ انکے نزدیک اسکا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ ہونا ہی سرے سے ثابت نہ ہوا تھا۔ لہذا صحابہ کرامؓ کی جن دو جماعتوں کے دو مختلف نظریوں کو آپ نے تسلیم کیا ہے۔ انکو تسلیم کرنے کے بعد اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یزید کا نفسِ فاسق و فاجر اور شرابی و زانی ہونا ہی صحابہ و تابعین میں مختلف فیہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ محققین و محتاطین اکابر اہل السنۃ نے بھی اس مسئلہ کو اختلافی ہی بتایا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ

الف۔ قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی میں یزید پر صرف لعنت کے جواز و عدم جواز کو ہی مختلف فیہ نہیں فرمایا بلکہ اسکی وجہ اور بنیاد یعنی اس کے موجب لعن افعال ناشائستہ کے ثبوت و عدم ثبوت کو بھی مختلف فیہ بتایا ہے۔ اور پھر جانبین کو حق بھی فرمایا ہے۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۸۴)

برکتہ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی یہ تحقیق، لامع الدراری پر اپنی تعلیقات یوں نقل کی ہے۔

"قال الشیخ القطب الکنکوہی فی فتاواہ الھندیہ: ان مدار ذالک علی الثبوت، فمن ثبت عندہ صدور ھذہ القبائح عن یزید اباح اللعن علیہ ومن لم یثبت عندہ لم یبح وکلاالامرین صحیح موافق للاصول۔" (ص۲۳۶/ ج۷ طبع جدید)

ب۔ اور ایک دوسری جگہ حضرت گنگوہی کی یہی تحقیق نقل کر کے اسی کو اپنا مسلک بتایا اور پھر یہ تلقین کرتے ہوئے کہ "اس بے فائدہ بحث میں مشغول نہ ہونا چاہیئے۔" یہ جملہ بھی لکھا ہے کہ:

"دلائل ہر فریق کے پاس نصوص سے بکثرت ہیں۔" (معارف شیخ ص ۶۶ تا ۶۸/ ج۱)

حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ کی اس تحقیق سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یزید پر لعنت کے جواز و عدم جواز کی طرح اس کا موجب لعن افعال ناشائستہ کا مرتکب ہونا نہ ہونا، بالفاظ دیگر اس کا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی ہونا نہ ہونا بھی مختلف فیہ ہے۔ اور دوسری یہ کہ یہ دونوں باتیں حق، صحیح اور اصول کے مطابق ہیں۔ اس سے موجبِ لعن افعالِ ناشائستہ کے صدور کو ثابت مان کر اس پر لعنت کے جواز کا قائل ہونا بھی اور ایسے افعال کے صدور کو ثابت نہ مان کر اس پر لعنت کے جواز کا قائل نہ ہونا بھی۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہ خلاف حق ہے نہ خلافِ اصول اور نہ غلط۔ بالفاظ دیگر یوں کہیئے کہ اس کو فاسق و فاجر کہنا ماننا اگر حق اور صحیح ہے تو یہ کچھ اس کو نہ کہنا نہ ماننا بھی حق اور صحیح ہی ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرتے جانا بھی ضروری ہے کہ جب حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الحدیث کے فرمان کے مطابق یزید کے فاسق و فاجر وغیرہ ہونے کا قائل ہونا اور قائل نہ ہونا دونوں ہی باتیں

سو سال کے بعد اس گئے گزرے دور میں بھی آپ میں تو اتنی دینی غیرت و حمیت ہو کہ آپ تو یہ تک بھی برداشت نہ کر سکیں کہ کوئی یزید کے معاملہ میں توقف بلکہ اس کو فاسق کہنے میں ذرا سا تامل ہی کرے لیکن ادھر صحابہؓ و اہل بیت نبوة میں (العیاذ باللہ) آپ جتنی بھی دینی غیرت و حمیت نہ ہو کہ وہ اسکو (جیسا کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ (رضی اللہ عنہما) کے حوالہ سے نقل کیا ہے) امہات الاولاد اور اپنی بیٹیوں، بہنوں تک سے زنا کرنے والا، شرابیں اڑانے والا اور نمازیں برباد کرنے والا فاسق و فاجر جانتے مانتے ہوئے بھی نہ صرف خود اس کی بیعت پر قائم رہیں۔ بلکہ حضرت حسینؓ اور اہل مدینہ کو بھی اس کی دعوت دیں۔(۱) اسکی بیعت نہ صرف یہ کہ خود نہ توڑیں، خود اس کے خلاف خروج (۲) نہ کریں بلکہ ایسا کرنے والوں کو بھی اللہ کا ڈر سنا کر اور اس کا واسطہ دیکر سختی کیساتھ اس سے منع کریں، اس کو "تفرقہ بین جماعت المسلمین" اور اپنے امام کے خلاف خروج کا نام دیں۔(۱) نیز اس کو بلاوجہ و بلاجواز بتائیں (۲) صرف یہی نہیں بلکہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ وعیدیں سنائیں (۳) اس کی تعریف و تحسین کرنے کی بجائے اس کو غیر محمود گردانیں۔(۴) بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یزید کو حضرت معاویہؓ کے صالح اہل خانہ میں سے بتا کر اس کو اپنی بیعت و اطاعت دیدینے کی ہدایت کریں۔(۵)

(۱) "وکتبت الیہ عمرة بنت عبدالرحمن: تعظم علیہ مایریدان یصنع و تامرہ بالطاعتہ و لزوم الجماعتہ" (البدایتہ ص۱۶۳/ج۸)

(۲) "وقدکان عبداللہ بن عمر بن الخطاب و جماعات اہل بیت النبوة ممن لم ینقض العہد ولابایع احداً بعد بیعتہ لیزید"۔

۔ "لم یخرج احد من آل ابی طالب ولا من بنی عبدالمطلب ایام الحرة"۔ (ایضاً ۲۳۳،۲۳۲/ج۸) ۔ "لم یخلع یزیداحدمن بنی عبدالمطلب" (ایضاً ص۲۱۸/ج۸)؛

(۱) "اتقیااللہ ولاتفرقا بین جماعتہ المسلمین" (البدایتہ ص۱۴۸/ج۸)۔ "اتق اللہ فی نفسک ولاتخرج علی امامک" (ایضاً ص۱۶۳/ج۸)

(۲) قال ابوواقداللیثی رضی اللہ عنہ: "بلغنی خروج الحسین بن علی فادرکتہ بملل فنا شدتہ اللہ ان لایخرج فانہ یخرج فی غیر وجہ خروج۔" (البدایتہ ص۱۶۳/ج۸)

(۳) عن عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) مرفوعاً: "ان الغادر ینصب لہ لواء یوم القیامتہ الخ" (بخاری ص۱۰۵۳/ج۲)۔ "ومن خلع یدامن طاعتہ لقی اللہ یوم القیامتہ لاحجتہ لہ۔" (مسلم ص۱۲۸/ج۲)

(۴) "اتق اللہ ولاتضرب الناس بعضہم ببعض فواللہ ماحمد تم ماصنعتم۔" (البدایتہ ص۱۶۳/ج۸)

(۵) "وان ابنہ یزیدلمن صالحی اہلہ فالزمومجالسکم واعطوا طاعتکم و بیعتکم" (بحوالہ حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق ص۹۶)

حق، صحیح اور اصول کے موافق ہوئیں تو اس معاملہ میں دیوبندیت صرف اس کو فاسق و فاجر اور پلید وغیرہ ماننے کہنے میں ہی منحصر نہ رہی بلکہ اس کو یہ کچھ نہ ماننا کہنا بھی دیوبندیت ہی ہوئی، اس کو یزیدیت یا خارجیت و ناصبیت جیسے نام دینا بجائے خود اکابر دیوبند کی تغلیط و تکذیب کرنا ہے کہ وہ جس بات کو حق، صحیح، اور اصول کے موافق فرما رہے ہیں ان کے علی الرغم اس کو یزیدیت یا خارجیت و ناصبیت کا درجہ دیا جا رہا ہے۔

بنا بریں حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی وغیرہما اکابر دیوبند (رحمہم اللہ) نے اگر یزید کو فاسق یا پلید لکھا ہے تو یہ انہوں نے اس بارے میں ایک حق اور صحیح بات کو اپنایا ہے۔ اگر کوئی ان کا ماننے والا اس کو فاسق و فاجر اور پلید ولید نہ کہے لکھے تو وہ بھی ان اکابر کا پیرو اور دیوبندی مسلک کا متبع ہی ہوگا اس کو اکابر اور مسلک دیوبند کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کہا جائیگا کیونکہ اس کو بھی حق، صحیح اور اصول کے موافق ان اکابر دیوبند نے ہی فرمایا ہے۔ بلکہ اس کے حق اور صحیح ہونے کا انکار کرنا۔ اس کو یزیدیت و خارجیت وغیرہ کا نام دینا، یزید کو فاسق و فاجر نہ کہنے لکھنے والے کو (جبکہ اس کے علاوہ کوئی اور وجہ موجود نہ ہو) یزیدی و خارجی وغیرہ کہنا بجائے خود اکابر دیوبند اور مسلک دیوبند سے انحراف ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ یزید کو اگر فاسق و فاجر نہ کہا مانا جائے تو پھر بہت سے اکابر صحابہ، جلیل القدر تابعین اور اہل بیت کو فاسق کہنا لازم آئیگا۔" جیسا کہ آپ نے مولانا محمد امین صاحب کے جواب میں لکھا ہے۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ اس پر گفتگو انشاء اللہ آگے آرہی ہے۔

ج۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس اللہ سرہ بھی یزید پر لعنت بھیجنے نہ بھیجنے اور ان دونوں کی وجہ کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یزید کے باب میں علماء قدیماً وحدیثاً مختلف رہے ہیں۔ بعض نے تو اس کو مغفور کہا ہے......... اور بعضوں نے اس کو ملعون کہا ہے۔" (امداد الفتاوی ص ۴۲۵/ج ۵)

پھر ہر ایک موقف کے استدلال پر گفتگو کر کے توسط و اعتدال اس بارے میں تفویض کو قرار دیا ہے۔

یہاں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی یزید کے صرف ملعون ہونے نہ ہونے کو ہی مختلف فیہ نہیں فرمایا بلکہ اس کے ملعون اور مغفور ہونے کو مختلف فیہ فرمایا ہے۔ اور کسی کے مغفور و ملعون ہونیکا دارومدار چونکہ اس کے نیک و بد ہونے پر ہی ہوا کرتا ہے اس لئے اس سے یزید کے نیک و بد ہونیکا مختلف فیہ ہونا بھی خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔

د۔ دور کیوں جائیے! ماہنامہ "الخیر" کے ہی اسی شمارے میں جس میں آپ کا یہ مضمون شائع ہوا ہے آپ کے مضمون کے اختتام پر بالکل اس سے متصل ہی، کسی اور نے نہیں بلکہ خود الخیر کے اسوقت کے مدیر نے ہی یہ اظہار حق بھی کر دیا تھا کہ

"واما فسقہ واللعن علیہ فھو امر اختلف فیہ۔" (الخیر محرم ۱۴۱۶ھ ص ۲۵)

یہ الگ بات ہے کہ پھر کسی مصلحت کی وجہ سے اس حق کے نورانی چہرے پر سبائیت کی کالک مل دی گئی یا ملوا دی گئی۔

ہ۔ خود جامعہ خیر المدارس کے مفتیان کرام بھی آج سے بہت پہلے یہ فتوے دے چکے ہیں کہ

"یزید کیلئے ظالم، جابر، فاسق، ملعون وغیرہ صفات کا اثبات بھی محل نظر ہے۔ الخ" (خیر الفتاوی ص۴۸۵/ج۱)

"یزید کے بارے میں مختلف باتیں کہی گئی ہیں......... حقیقت حال اللہ کو معلوم ہے، ہم پر لازم ہے کہ محتاط پہلو اختیار کریں۔" (ایضاً ص۴۹۰/ج۱)

اکابر دیوبند کی ان باتوں کی تائید درج ذیل شواہد سے بخوبی ہوتی ہے۔

الف۔ امام ابوالحسن الکیاالھراسی شافعی (م ۵۰۴ھ) نے اگر یزید پر لعنت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ تو انہی کے ہم سبق امام غزالی شافعی (م ۵۰۵ھ) نے اس وجہ سے کہ ان کے نزدیک اس سے موجب لعن افعال کا صدور ثابت نہ تھا، اس کی تردید کی اور اس کے بالمقابل عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

وقال آخرون لایجوز لعنہ اذلم یثبت عندنا مایقتضیہ وبہ افتی الغزالی۔ (الصواعق المحرقہ ص۲۲۲)

ب۔ شیخ عبدالمغیث حنبلی (م ۵۸۳ھ) نے یزید کے حق میں کتاب لکھی ہے تو ابن الجوزی حنبلی (م ۵۹۷ھ) نے اس کے خلاف لکھی ہے۔

ج۔ علامہ تفتازانی، حنفی یا شافعی علی اختلاف القولین (م ۷۹۲ھ) نے شرح عقائد میں اس پر خوب لے دے کی اور اس کے ایمان تک میں بھی توقف کیا ہے تو حافظ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) نے شرح فقہ اکبر میں اس پر سخت تنقید کی اور اسکا بھرپور رد کیا ہے۔

د۔ مورخین نے ایک طرف اگر اسکی مذمت میں حدیثیں نقل کی ہیں تو دوسری طرف انہوں نے ہی یہ تصریح بھی کی ہے۔ کہ۔

"وقداورد ابن عساکراحادیث فی ذم یزید بن معاویۃ کلھا موضوعتہ لایصح منھا شئی واجود ماوردما ذکرنا علی ضعف اسانید و انقطاع بعضہ، واللہ اعلم۔" (البدایتہ ص۲۳۱/ ج۸)

تنبیہ:--- یہاں حافظ ابن کثیر نے ذم یزید سے متعلق "لایصح منہا شئی" کا جملہ لکھا ہے۔ اسی طرح کا جملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے متعلق بھی کہا گیا ہے۔--- لم یصح فی فضائل معاویہ شئی" (فتح الباری ص۱۰۴/ج۷) لیکن ذم یزید والا یہ "لایصح الخ" نہ صرف یہ کہ یاد نہیں رکھا بلکہ اس کو چھپایا بلکہ اس کو یاد رکھنے اور یاد دلانے والے کیلئے یزیدی اور خارجی و ناصبی جیسے فتوے تیار کر کے رکھے۔

ہ۔ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے تو کمال ہی کر دیا ہے کہ ایک طرف یزید کو اگر ان بارہ خلفاء اسلام میں شمار کیا ہے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "ان کے وقت تک اسلامی حکومت اچھی رہیگی"---- "ان کے دور خلافت میں اسلام معزز اور محفوظ رہیگا"۔ "ان کے گزرنے تک دین ہمیشہ قائم رہیگا۔" (سیرۃ النبی ص۳۸۸/ج۳ دارالاشاعت کراچی) تو دوسری طرف اس سے صرف دو ہی ورق بعد اس کی تخت نشینی کو اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت کی اولین شب قرار دیا اور اس کو ان احادیث کا

مصداق ٹھہرایا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۰ھ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگنا ارشاد فرمایا ہے۔ (سیرۃ النبی ص ۳۹۲/ج ۳)

ان حقائق و واقعات اور اکابرین دیوبند کی تصریحات سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہو گئی کہ یزید کے فسق و فجور سے متعلق شروع سے ہی مختلف و متضاد باتیں کہی جاتی اور اکابر اہل السنتہ کی اس سلسلے میں ہمیشہ سے ہی موافق و مخالف دونوں ہی قسم کی آراء چلی آتی ہیں۔ اور اکابر اہل السنتہ کے مابین یہ اختلاف اس وقت تک معتبر نہیں ہو سکتا جب تک کہ خود صحابہؓ و تابعین میں ہی یہ اختلاف نہ رہا ہو کیونکہ اگر صحابہ و تابعین کا یزید کے فسق و فجور پر اتفاق و اجماع مان لیا جائے (جیسا کہ آپ نے باور کرانے کی کوشش کی ہے) تو پھر بعد والوں کو تو اس میں اختلاف کرنے کا کوئی حق ہی نہیں رہیگا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو خود ان کا اختلاف کرنا ہی، اجماع صحابہؓ کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ٹھہرے گا حالانکہ علماء اہل السنتہ میں سے کسی نے بھی اسکو غلط نہیں ٹھہرایا۔ اس لئے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یزید کے فاسق و فاجر اور زانی و شرابی ہونے کا مسئلہ صحابہؓ و تابعین میں بھی اختلافی ہی تھا اتفاقی و اجماعی ہرگز ہرگز نہ تھا۔ جس نے اتفاق کا دعویٰ کیا ہے محض بلا تحقیق اور بلا دلیل ہے۔

اور ایسے اختلافی مسائل کا حکم آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ ان میں اختیار تو انسان جس جانب کو چاہے کر سکتا ہے لیکن اسکی تائید و ترجیح میں ایسا طریقہ اختیار نہیں کر سکتا جس سے دوسری جانب کی بالکلیہ ایسی تردید و تغلیط ہو جاتی ہو کہ اس میں سرے سے جواز کی بھی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ کیونکہ اختلافی مسائل میں خصوصاً جن میں صحابہ و تابعین سے اختلاف چلا آرہا ہو کسی بھی جانب کی نہ قطعی تصحیح کی جا سکتی ہے۔ نہ قطعی تغلیط۔ اس لئے کسی جانب کی تائید و ترجیح میں کوئی خواہ کتنی ہی دادِ تحقیق کیوں نہ دے ڈالے، قیل و قال اور ایراد و اعتراض سے وہ خالی نہیں ہو سکتی۔

جب یہ معاملہ بھی اختلافی ہوا تو آپ بھی اگر اس میں یہی طریقہ تحقیق اختیار کرتے تو یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ وغیرہ لکھنے کے باوجود بھی شاید کسی سنی عالم کو آپ سے اختلاف نہ ہوتا۔ آپ کے نزدیک واقعہ کربلا وغیرہ کا حل اگر یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ بنانے بتانے ہی میں تھا تو جہاں اوروں نے اس کو یہ کچھ کہا ہے آپ بھی ضرور کہہ لیتے لیکن اس میں اتنا غلو کرنا آپ کی شان کے لائق نہ تھا جس سے دوسری جانب کے صحابہؓ و تابعین کی عزت و حرمت مجروح ہوئے بغیر نہیں رہی۔

آپ نے یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ ثابت کرنے میں کتنا زور مارا ہے لیکن آپ کی کوئی ایک دلیل اور کوئی ایک بات بھی ردو کد اور جرح و قدح سے خالی نہیں۔ مثلاً دیکھئے۔

۱۔ آپ نے یزید کے فسوق و فجور گنواتے ہوئے لکھا ہے کہ جب وہ

"بادشاہ بنا تو اس نے سب سے پہلا اعلان یہ کیا کہ حضرت معاویہ مسلمانوں کو بحری جہاد پر بھیجتے تھے میں کسی مسلمان کو بحری جہاد پر نہ بھیجونگا اور حضرت معاویہؓ تمہیں روم کے (کافروں) کے ساتھ جہاد کیلئے بھیجتے تھے میں تمہیں بالکل نہیں بھیجوں گا الخ۔" (الخیر محرم ۱۴۱۶ھ ص ۲۳) اور پھر اس سے نتیجہ آپ نے یہ نکالا ہے کہ

"یعنی اب کافروں سے جہاد بند کر دیا گیا۔" (ایضاً)

باقی آئندہ

محمد یعقوب اختر..... تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کا بے لوث کارکن

محمد یعقوب اختر کا آبائی شہر بٹالہ ضلع گورداسپور (انڈیا) ہے اس شہر میں بڑے نامور لوگ پیدا ہوئے۔ بانی خاکسار تحریک علامہ عنایت اللہ خان مشرقی۔ میاں فضل حسین یونینسٹ لیڈر اور وزیر اعظم متحدہ پنجاب، احرار رہنما مولانا مظہر علی اظہر مرحوم کا تعلق بھی اسی شہر سے ہے۔

محمد یعقوب اختر ابھی میٹرک کے طالب علم تھے کہ مجلس احرار اسلام نے "احرار سٹوڈنٹس فیڈریشن" کے نام سے طلباء کی ایک تنظیم قائم کی۔ بٹالہ شہر بلکہ پورے علاقہ کا ماحول اینٹی قادیانی تھا کیونکہ یہاں مجلس احرارِ اسلام کی کانفرنسیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں جس میں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی پر جوش تقریریں ہوتیں۔ چونکہ بٹالہ قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کی زد پر رہتا اور قادیانیوں سے ہر دم مقابلہ رہتا اور مسلمان بھی احرار اسلام میں شامل ہو کر مرزائیوں سے دو دو ہاتھ کرنے کو تیار رہتے۔ محمد یعقوب اختر احرار سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شامل ہوگئے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ مجلس احرار اسلام سے وابستگی بھی پختہ ہوتی گئی! قیام پاکستان کے بعد بہت سے احرار کارکن بٹالہ سے لائل پور (فیصل آباد) آکر آباد ہوئے جن میں محمد یعقوب اختر کے علاوہ میاں محمد عالم (عالم کافی ہاؤس والے) خلیفہ فضل حق، چودھری محمد صادق، محمد اکبر، بابا اللہ رکھا، عبدالغفار بٹالہ آرنامنٹ اور بھی بہت سے ساتھی تھے اب نام یاد نہیں آرہے! بہر حال لائل پور مجلس احرار اسلام کے لئے محمد یعقوب اختر ایک فعال کارکن ثابت ہوئے۔ اپنی کارکردگی اور انتھک محنت سے جماعت کو منظم کرنے میں بھر پور کردار ادا کیا کافی عرصہ مقامی جماعت کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ محبت اور شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گہرے مراسم تھے ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اب خانہ نشین ہیں، ناتوانی اور بڑھاپے کا مزا لوٹ رہے ہیں!

قارئین! آپ آئندہ صفحات میں جناب محمد یعقوب اختر کی یادداشتیں ملاحظہ کریں گے۔ جو تحریکِ تحفظ ختم نبوت میں ان کی انتھک جدوجہد کی داستان ہے۔ (عبدالمجید احرار)

تحفظ کا مطالبہ کرنے والے ہزاروں مسلمانوں کو جیل اور سینکڑوں کو قلعہ کے عقوبت خانوں کا شکار بنایا۔ جنرل اعظم خان کے ذریعے ہزاروں مسلمانوں کے خونِ ناحق سے ہاتھ رنگ کر ظلم و بربریت کا ایسا کھیل کھیلا کہ ہلاکو اور چنگیز کی یاد تازہ ہو گئی۔ انجام کار یہ حکمران ٹولہ بھی عبرت کا نشان بن گیا۔ قدرت نے ان سے زمامِ اقتدار کار چھین لی۔

بقول مولانا ظفر علی خاں

زوال اس سلطنت کا ٹل نہیں سکتا ٹالے سے
کہ اپنی ہی رعایا سے پڑا ہو جسکو ٹکرانا

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں لائل پور (فیصل آباد) کی مجلس احرار اسلام نے مرکزی مجلس عمل کے زیر کمان جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ان میں سے چیدہ چیدہ واقعات کا تذکرہ پیش خدمت ہے جو فیصل آباد اور کراچی میں دورانِ تحریک پیش آئے!

لائل پور میں مرزائی وزیر خارجہ کے خلاف

پہلا بھر پور اور کامیاب مظاہرہ:

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ۲۳-۲۴ مارچ ۱۹۵۲ء کو بذریعہ چناب ایکسپریس سرگودھا خطاب کرنے جا رہے تھے۔ مولانا عبیداللہ احرار جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام لائل پور نے ریلوے اسٹیشن پر ان سے ملاقات کی۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ میری سرگودھا سے واپسی تک لائل پور میں سر ظفر اللہ خاں کے خلاف اس کی برطرفی کے لئے احتجاجی مظاہرہ ہو جانا چاہیئے۔ میرا وجدان کہتا ہے کہ معیشیت ایزدی یہی چاہتی ہے۔ انہی دنوں اشرف المدارس گورونانک پورہ کا سالانہ جلسہ اقبال پارک میں ہو رہا تھا۔ مولانا عبیداللہ احرار نے اس میدان کے مقابل ایک جگہ خواجہ جمال الدین بٹ امرتسری صدر مجلس احرار اسلام لائل پور۔ جانباز مرزا، میاں محمد عالم بٹالوی، خواجہ غلام حسین، سالار امان اللہ، شیخ خیر محمد، راقم شیخ عبدالمجید، محمد عالم منہاس کو علیحدہ لے جا کر میٹنگ کی اور حضرت امیر شریعت کا لائل پور میں سر ظفر اللہ وزیر خارجہ کے خلاف مظاہرہ کرنے کی خواہش کا اظہار کر کے کہا کہ ہمیں اسی وقت فیصلہ کر کے اس جلسہ کو ہی جلوس کی شکل دیکر مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ چونکہ جمعہ کا دن تھا اور جلسہ دن کے وقت ہو رہا تھا جمعہ کی نماز بھی اسی پنڈال میں پڑھائی جانی تھی!

اس میٹنگ میں مولانا تاج محمود شریک نہ ہوئے تھے جبکہ دو مرتبہ میاں عالم بٹالوی کو مولانا تاج محمود کے ہاں پورا پروگرام دیکر بلانے کے لئے جامع مسجد ریلوے اسٹیشن بھیجا گیا لیکن وہ خطبہ جمعہ کے عذر پر شریک مشاورت نہ ہوئے یہ مظاہرہ چونکہ حکومت کے خلاف پہلا مظاہرہ تھا چنانچہ بعض موہومہ خطرات کے

ماضی کے جھروکے سے
تحریر: محمد یعقوب اختر

ترتیب: شیخ عبدالمجید احرار امرتسری

قسط نمبر اوّل

احرار اور تحریکِ تحفظ ختم نبوت

انگریز نے دھوکہ فریب مکاری اور عیاری سے سات سو سالہ مسلمان حکومت کو اپنوں کی غداری اور ہم وطن ہندوؤں کی سازش سے اگرچہ ختم کر کے ہندوستان پر تسلط تو قائم کر لیا لیکن مسلمان قوم سے ہمیشہ خائف رہتے ہوئے درپے آزار ہی رہا۔ سرنگا پٹم کے میدان میں سلطان ٹیپو شہید کی للکار، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء حق کی طرف سے ہندوستان کو دارالحرب قرار دینا۔ شاملی کے محاذ پر انگریزی فوج کے خلاف علماء اسلام کا علم جہاد بلند کرنا اور سینہ سپر ہو کر جامِ شہادت نوش کرنا، شیخ الہند مولانا محمود حسن اور مولانا حسین احمد مدنی کی زیر قیادت ریشمی رومال احرار اسلام کی فوجی بھرتی بائیکاٹ کی تحریک (۱۹۳۹ء) کے علاوہ ایک درجن ملی و قومی تحریکیں دراصل اسلامی اقتدار کے احیاء اور وطن کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد کا ہی تسلسل تھا جس کی وجہ سے فرنگی حکمران کبھی بھی امن و چین سے نہ رہ سکے۔ اور انہیں معلوم ہو گیا کہ ہندوستان کو آزاد کئے بغیر چارہ نہیں بالخصوص مسلمان غلامی پر قانع نہیں رہ سکتے۔

اگست ۱۹۴۷ء کو جب انگریز بامر مجبوری ہندوستان کو تقسیم کر کے جانے لگا تو اس نے پاکستان کی حکومت اس گروہ کے سپرد کرنے کا انتظام کر دیا جس میں اکثریت انکے پشتینی وفاداروں، کاسہ لیسوں اور قوم کے غداروں پر مشتمل تھی۔ جنکی سرشت میں خود غرضی، نفس پرستی۔ اور عوام الناس سے بیگانگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جو ایثار و قربانی اور ملک کی خدمت کے نام ہی سے نا آشنا تھے۔ یہ فرنگی حکومت کا مراعات یافتہ طبقہ جاگیرداروں۔ وڈیروں۔ سرمایہ داروں اور خطاب یافتگان پر مشتمل تھا جو گورے کالے افسروں کے آگے کورنش بجا لانے اور مجاہدینِ آزادی کی مخبری کو ہی سیاست کی معراج سمجھنا۔ غیروں کے آگے جھکنا اور عوام کو کمی سمجھ کر انکی تذلیل کرنا ان لوگوں کی فطرت ثانیہ تھی۔ خدمت خلق کو عار اور باعث ندامت خیال کرتے تھے۔ آزادی کے تقاضوں اور ضرورتوں کا ادراک انکے بس کا روگ ہی نہ تھا۔ یہ تن آسان اور تساہل پسند لوگ مذہب کو بھی ذاتی مقاصد کے لئے رسم و رواج پر قربان کر دینے میں کوئی عیب نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ یہ لوگ قوت فیصلہ سے عاری اور اپنی ناک سے آگے سوچنے کی صلاحیت سے ہی محروم تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے اسباب بھی یہی تھے کہ انگریز کے خود کاشتہ پودا مرزائیت کی کھلی غداریوں، پاکستان اور اسلام دشمن باغیانہ سرگرمیوں کے پایہ ثبوت تک پہنچ جانے کے باوجود حکمران کسی قسم کی کارروائی کرنے سے گریزاں تھے بلکہ الٹا اس باغی اور غدار غیر مسلم اقلیت کے تحفظ کے لئے پوری قوم سے لڑنے کے لئے اسلحہ سے لیس ہو کر میدان میں نکل آئے۔ صد حیف کہ اس وقت کے حکمرانوں نے مسئلہ ختمِ نبوت کے

پیش نظر شرکائے جلوس کسی متفقہ فیصلہ پر نہ پہنچ رہے تھے تو مولانا عبیداللہ احرار نے کہا کہ چاہے آپ شریک ہوں یا نہ ہوں میں اپنی ذمہ داری پر مظاہرہ کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور شیخ عبدالبعید، خواجہ غلام حسین اور سالار امان اللہ کو ٹانگہ پر لاؤڈ سپیکر فٹ کر کے لانے کا حکم دیا کہ جلسہ کے اختتام پر لاؤڈ سپیکر لیکر سڑک پر تیار رہیں اور مجھے سٹیج پر مولانا غلام غوث ہزاروی کے پاس جو مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب صدر تھے اور تقریر فرما رہے تھے مظاہرہ کا اعلان کرنے کا پیغام دیکر بھیجا۔ میں نے مولانا عبیداللہ کی طرف سے لکھکر دیدیا کہ آپکی تقریر کے اختتام کے ساتھ ہی حضرت امیر شریعت کے حکم کے مطابق مجلس احرار اسلام لائل پور مرزائی وزیر خارجہ کے خلاف مظاہرہ کر رہی ہے!

مولانا غلام غوث صاحب نے تقریر کا رخ مظاہرہ کی طرف موڑ دیا اور مسئلہ ختم نبوت، مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور پاکستان کے خلاف سازشوں اور مرزائی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے والی حرکات سے آگاہ کرتے ہوئے مظاہرہ کی اہمیت اور اس میں شرکت کی اپیل بھی کر دی جسکا خاطر خواہ اثر ہوا۔ مولانا عبیداللہ احرار کا یہ مجاہدانہ فیصلہ جہاں جماعتی حکم سے وفاداری کا آئینہ دار تھا وہاں ان حالات میں بڑی ہی جرأت بہادری اور حوصلہ کا ایک تاریخی اقدام تھا۔ کیونکہ مسلم لیگی حکومت کی انتظامیہ پہلے ہی احرار رہنماؤں اور کارکنوں کی نگرانی کر رہی تھی اور بعض کارکنوں کو ہراسان بھی کیا گیا تھا۔ ایسی اطلاعات بھی تھیں کہ کارکنوں پر جھوٹے مقدمات بنا کر جیل بھیج دیا جائے گا۔ نیز مظاہرہ میں پولیس اور مرزائیوں سے تصادم کا خطرہ بھی موجود تھا۔ لیکن احرار کی تو تاریخ ہی خطرات اور طوفانوں سے ٹکرانا ہے۔ احرار کی روایات میں ہے کہ جب ناموس رسالت مآب ﷺ کے تحفظ کا مسئلہ ہو، صحابہ کرامؓ کی حرمت کا سوال ہو، یا ملک کے دفاع کا معاملہ ہو ہر قسم کے خوف و خطر کو پس پشت ڈال کر ہرچہ باداباد کہتے ہوئے بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت سے بھی ٹکرا جانا احرار کی فطرت ہے۔ اقبال نے انہی جانباز و جانثار عاشقانِ رسول ﷺ کے ایثار و قربانی سے متاثر ہو کر کہا تھا۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

جلسہ کے اختتام پر مولانا عبیداللہ احرار سپیکر والے ٹانگہ کی اگلی نشست پر مظاہرہ کی قیادت کے لئے بیٹھ گئے۔ راقم الحروف (یعقوب اختر) خواجہ غلام حسین، محمد عالم منہاس اور شیخ عبدالبعید پچھلی نشست پر بیٹھ کر سپیکر کے ذریعے مظاہرین کو کنٹرول کرنے لگے اور بھوانہ بازار کی طرف سے گھنٹہ گھر کا رخ کیا جو لائل پور شہر کا مرکزی مقام ہے۔ ہزاروں مسلمانوں کا یہ ولولہ انگیز جلوس بڑے ہی جوش و خروش سے مرزائیت مردہ باد۔ سر ظفر اللہ وزیر خارجہ کو برطرف کرو۔ مرزائی نواز حکومت مردہ باد۔ مرزائی وزیر خارجہ مردہ باد، مرزائیوں کو اقلیت قرار دو۔ کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں شہر کے آٹھوں بازاروں کا چکر لگا کر سرخرو اور کامیاب ہوا۔ اور جلوس پھر دھوبی گھاٹ کی جلسہ گاہ میں پہنچ گیا۔ جہاں میں نے اور مولانا عبیداللہ احرار نے خطاب کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ مرزائی وزیر خارجہ کو فی الفور وزارت سے علیحدہ کر دے۔ لائل پور کی ضلعی انتظامیہ اور

بقیہ صفحہ ۱۵ پر

جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے سانحۂ ارتحال پر موصول ہونے والے

تعزیت نامے

قائد احرار، جانشینِ امیر شریعت، حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال پر ہمیں ملک بھر سے تعزیت نامے موصول ہو رہے ہیں۔ ممکن حد تک احباب و مخلصین کو فرداً فرداً جوابی خطوط ارسال کئے گئے ہیں۔ ذیل میں ہم ان حضرات کے اسماء گرامی بھی درج کر رہے ہیں۔ تاہم بہت سارے احباب کے نام اندراج نہ ہونے کی وجہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔ خاندانِ امیر شریعت کے تمام حضرات اپنے محبّین و مخلصین کے لئے دعا گو ہیں جنھوں نے ہمارے غم کو اپنا غم سمجھا (مدیر)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مفتی منیر احمد اخون، سعید احمد جلالپوری، انور رانا۔ محمد جمیل خان۔ (عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت) مولانا محمد مکی حجازی (مدرس حرم، مکہ مکرمہ) مولانا عبدالرشید ربانی (جمعیتہ علماء برطانیہ، ڈیوزبری) مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (لندن) جناب شیخ عبدالواحد (گلوسگو) جناب محمد محمد احمد قادری (سکاٹ لینڈ) مولانا حبیب اللہ مختار (جامعہ اسلامیہ بنوی ٹاؤن کراچی) مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی (اٹک شہر) مولانا منظور احمد چنیوٹی (دعوت وارشاد، چنیوٹ) ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری (مولانا آزاد نیشنل کمیٹی، کراچی) جناب مشفق خواجہ (کراچی) مولانا زاہد الراشدی (مدیر الشریعتہ، گوجرانوالہ) مولانا عبدالرشید (جامعہ رشیدیہ، ساہیوال) میاں محمد اسلم جان مجددی (لاہور) مولانا محمد ضیاء القاسمی (سپاہ صحابہ، فیصل اباد) جناب محمد اسحٰق بھٹی (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور) جناب نذیر حق (مدیر "نقارہ" لاہور) جناب سید امین گیلانی (شیخوپورہ) جناب نذیر غازی (سابق اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل لاہور) قاضی محمد طاہر الہاشمی (حویلیاں) حافظ ارشاد احمد دیوبندی (ظاہر پیر) مولانا عبدالعزیز (شجاع آباد) پروفیسر خالد بزمی (لاہور) انیس شاہ جیلانی (صادق آباد) مولانا عبدالغفور (اسلام آباد) جناب چودھری ثناء اللہ بھٹہ (لاہور) مفتی غلام قادر صاحب (خیر پور ٹامیوالی) مولانا ظفر الحق صاحب (سکھر) جناب عزیز الرحمٰن لدھیانوی (شیخوپورہ) جناب حسین احمد قریشی (مدرسہ علوم الصحابہ بھوئی گاڑ) مولانا سید سلمان احمد عباسی (ٹوبہ ٹیک سنگھ) پروفیسر محمد اسلم رانا (مدیر المذاھب، لاہور) جناب عبدالواحد بیگ (ملتان) جناب حفیظ رضا پسروری (لاہور) مولانا عزیز الرحمٰن خورشید (بصیرہ) مولانا ارشاد الحق اثری، عبدالحیٔ انصاری (فیصل آباد) مولانا ایاز احمد حقانی (شبقدر فورٹ، سرحد) ڈاکٹر سید محمد اقبال (تنظیم انقلابِ اسلامی

کراچی) جناب عبدالستار سالک (نائب امیر جمعیت المجاہدین عالمی، جموں و کشمیر) ابوسفیان تائب (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام حاصل پور) جناب صوفی مولا بخش شفیع الرحمن (مجلس احرار اسلام (کراچی) جناب ولی محمد واجد (ملتان) ایچ ایم برکی (پاک یوتھ کونسل، کراچی) جناب ابوبکر چودھری، حافظ طٰہٰ (جمیعت طلباء اسلام، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد) فہیم احمد قریشی، مولانا غلام ربانی، مولانا حبیب اللہ (سرائے صالح) حافظ مسعود الحسن (پتوکی) جناب مرزا غلام قادر، ڈاکٹر جمال الدین و اراکین مجلس احرار اسلام راولپنڈی) جناب مجیب الرحمن (جامعہ صدیقیہ، لاہور) حوالدار فضل الٰہی کشمیری (ناگڑیاں، ضلع گجرات) محمد اسحٰق (کالس ضلع گجرات) خواجہ اویس احمد شبلی (سرگودھا) جناب محمد صادق بٹ (گجرات) محمد اسلم معاویہ (ڈیرہ اسمٰعیل خان) حافظ محمد اسمٰعیل (واراکین مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ) بشیر احمد عاجز (ڈیرہ غازیخان) جناب تصدق حسین راول (وزیر اباد) منیر احمد شیخ نسیم الصباح، ذوالفقار احمد شیخ، محمد طارق چودھری، محمد سلیمان، و (دیگر اراکین مجلس احرار اسلام اوکاڑہ شہر) مولانا عبدالرؤف چشتی (خطیب بخاری مسجد المعروف پل والی مسجد اوکاڑہ شہر) جناب محمد اقبال، حافظ عبدالرؤف (لورالائی) پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ (کندھ کوٹ، سندھ) محمد ابوبکر یوسف بن قاری محمد یعقوب نقشبندی صاحب (طائف، سعودی عرب) سیٹھ محمد اشرف (ڈیرہ اسمٰعیل خان) جناب احمد دین (راولپنڈی) عبدالرحمن جامی نقشبندی، مولانا محمد عمر زکریا، مولانا محمد صادق صدیقی، قاری عبدالرحیم فاروقی، قاری عبدالغفار نقشبندی) عبدالرحمن، محمد اسلم صدیقی، حکیم رشید احمد قریشی، حکیم حسین احمد قریشی، قاری محمد معاذ، حکیم محمد یوسف قریشی، ماسٹر عبدالغفور نقشبندی (مجلس احرار اسلام، جلال پور پیروالہ) سید محمد یونس بخاری، محمد اسلم چیمہ، محمد اشرف چیمہ، عبدالسمیع، ناصر محمود بٹ، لالہ محمد چراغ، قاری نصراللہ سعیدی، لالہ محمد سردار، قاری محمد شفقت (مجلس احرار اسلام گجرات) محمد شاہد شوکت (چونڈہ) جناب مشتاق الحسن (جمیعت علماء اسلام ظاہر پیر) احسان قادری (ڈیرہ غازی خان) قاری عبدالخالق صدیقی، خطیب واراکین جامع مسجد صدیق اکبر (اسلام آباد) حافظ شمس الدین (چکڑالہ) جناب میاں خان چودھری (وقف لائبریری فتح پور گجرات) محبوب جھنگوی (گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ ڈیرہ غازی خان) ڈاکٹر اللہ ڈینو میمن (سیکرٹری مدرسہ معہد الاسلام درو، سندھ) حاجی محمد اشرف، محمد عظیم، (صوفی سٹیل مل لاہور) حاجی محمد اسحٰق صدر- امان اللہ خان جنرل سیکرٹری- وعہدیداران (انجمن تاجران سرکلر روڈ حسین آگاہی ملتان) محمد سلیم ملک (صدر آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس ملتان شہر) شیخ محمد آصف بن شیخ حافظ بشیر احمد (ریاض، سعودی عرب) جناب عبدالباسط خان خاکوانی (لاہور) جناب اللہ دتہ میلسوی (جامعہ فاروقیہ کراچی) قاضی مسعود الحسن صاحب (مدرسہ عربیہ دارالعلوم، کلور کوٹ) عبدالستار عاصم (ناظم ادارہ السادات شیخوپورہ) مشیر احمد صاحب، جناب مشتاق احمد صاحب (چنیوٹ) جناب محمد فرخ اقبال ابن حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی (چکڑالہ) جناب مرزا عبدالقیوم بیگ واراکین (مجلس احرار اسلام خانپور) مولانا احتشام الحق معاویہ (خطیب مسجد داؤد کراچی) خواجہ محمد یونس بٹ واراکین (مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ) سید نثار احمد بخاری (لاہور) جناب عبدالجلیل (جامع مسجد بلال

انجنئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا) شیخ ریاض الدین صاحب بن حضرت شیخ حسام الدین رحمہ اللہ (لاہور) مولوی نعیم اللہ عطاء چوہان (بستی مولویاں رحیم یار خان) عبدالحمید صاحب (سٹار سیونگ مشین راولپنڈی) جناب عبدالحمید وارا کین (مجلس احرارِ اسلام میر ہزار ضلع مظفر گڑھ) جناب علیم ناصری (لاہور) حاجی محمد صادق صاحب (ہڈرسفیلڈ، برطانیہ) جناب منصور الزمان صاحب (صدیقی ٹرسٹ کراچی)

واردین

بانی تحریک مدحِ معاویہؓ قائد احرار، جانشین امیر شریعت، حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

کے سانحہ ارتحال پر مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنما دار بنی ہاشم میں تشریف لائے اور اظہار تعزیت کیا۔ احباب کی آمد کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ہم ان حضرات کے شکر گزار ہیں اور سب کے لئے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے غم میں شریک ہوئے۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ (ادارہ)

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب (تبلیغی جماعت رائے ونڈ) مولانا محمد عبداللہ، جمعیت علماء اسلام (ف) مفتی منظور احمد تونسوی صاحب جمعیت علماء اسلام (س) مولانا فداء الرحمن درخواستی و برادران (جمعیت علماء اسلام) مولانا محمد عبدالستار تونسوی، مولانا عبدالغفار تونسوی، مولانا محمد عارف سیال، پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب (تنظیم اہل سنت) حافظ عبدالرشید ارشد (مدیر ماہنامہ الرشید، لاہور) مولانا ضیاء الرحمن فاروقی، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا سلطان محمود ضیاء، قاری محمد صادق انور (سپاہ صحابہ پاکستان) جناب قاضی حسین احمد، سید منور حسن، حافظ محمد ادریس، مولانا محمد اسلم صدیقی، جناب خورشید کانجو، جسٹس ریٹائرڈ شیخ خضر حیات۔ ملک وزیر غازی ایڈووکیٹ، جناب عقیل صدیقی، راؤ ظفر اقبال، (جماعت اسلامی پاکستان) جناب نواب زادہ نصر اللہ خان، حکیم محمود خاں (پاکستان جمہوری پارٹی) جناب سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (جمعیت اشاعت التوحید) مولانا عبدالرحمن نادم (سکھر) مولانا عزیز الرحمن خورشید (بھیرہ) مولانا عبدالرحیم نعمانی (بورے والہ) مولانا عبدالقادر آزاد (شاہی مسجد لاہور) جناب اعجاز الحق (پاکستان مسلم لیگ "ن") پروفیسر عاصی کرنالی (ملتان) جناب قاری ظفر الحق صاحب (سکھر) جناب قاضی عبداللطیف صاحب (شجاع آباد) قاضی محمد اسلم سیف (ماموں کانجن)

جانشینِ امیر شریعت کی رحلت پر برطانیہ میں تعزیتی جلسہ

جانشینِ امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے انتقال پر برطانیہ کے مختلف دینی حلقوں کا ایک مشترکہ تعزیتی جلسہ لندن میں منعقد ہوا۔ جس میں علماء نے حضرت شاہ جی مرحوم کی دینی خدمات پر انہیں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ اور دعاءِ مغفرت کی۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے

سربراہ مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا مفتی مقبول احمد، جمعیت علماء برطانیہ کے رہنما مولانا امداد الحسن نعمانی، سپاہِ صحابہ برطانیہ کے سرپرست قاری محمد طیب عباسی۔

مولانا محمد اکرم، مولانا حافظ محمد حسن، مولانا محمد فاروق قاسمی، مولانا محمد سلیمان، مولانا سید اسد اللہ طارق، مولانا محمد عمران جہانگیری، مولانا سید عبدالرحمن شاہ، حافظ ممتاز الحق، مولانا ڈاکٹر اختر الزمان غوری، مولانا محمد قاسم، مولانا قاری تصور الحق، مولانا ضیاء الحسن طیب، مولانا محمد اقبال رنگونی، مولانا محمد موسیٰ قاسمی اور دیگر علماء نے اجلاس میں شرکت کی۔ اور حضرت ابوذر بخاری کے انتقال کو دینی و علمی حلقوں کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔

حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے انتقال پر علماء اور دانشوروں کا خراجِ تحسین

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ:

اس دور میں ان کی علمی وجاہت اور روحانی عظمت کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

حضرت مولانا محمد مکی حجازی (مکہ مکرمہ):

وہ حضرت امیر شریعت کے صحیح جانشین تھے۔ ایک جید عالم دین اور واقفِ احکام و اسرارِ شریعت تھے ان کی تمام زندگی اعلاء حق اور ردِّ فرقِ ضالہ میں گزری۔

مولانا عبدالحفیظ مکی (مکہ مکرمہ):

حضرت ابوذر بخاری، علماء حق کی آبرو تھے۔

مولانا قاضی محمد ذاھد الحسینی (اٹک):

وہ تو جہاد فی سبیل اللہ کا تبلیغی فریضہ اداء کرتے ہوئے منزل کو پہنچ گئے، مگر امت ایک مخلص اور حق گو رہنما سے محروم ہو گئی۔

مولانا محمد اعظم طارق:

آپ بجا طور پر امامِ اہل سنت تھے اور دشمنانِ اصحابِ رسول کے لئے شمشیر بے نیام تھے۔

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی:

ان کی تقریروں سے ہزاروں انسانوں کے عقائد درست ہوئے۔ ہم ایک متبحر عالم دین اور مشفق و مربی سے محروم ہو گئے ہیں۔

قاضی حسین احمد:

شاہ صاحب اپنے اسلاف کی سچی تصویر تھے۔

نوابزادہ نصر اللہ خاں:

مولانا سید ابوذر بخاری، ایک حق گو عالم اور حضرت امیر شریعت کی نشانی تھے۔

محمد اعجاز الحق: (پاکستان مسلم لیگ)

قوم ایک عظیم عالم دین سے محروم ہو گئی ہے۔

مولانا حبیب اللہ مختار: (مہتمم جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

ان کی بے پناہ دینی خدمات ہی ان کی شخصیت کی پہچان ہیں۔

مولانا عبدالستار تونسوی: (تنظیم اہل سنت)

وہ صحیح معنوں میں اہل سنت کے بے باک ترجمان، محقق، اور عظیم دینی مفکر تھے۔

مولانا زاہد الراشدی:

وہ اپنے وقت کے جید اور وسیع المطالعہ علماء میں شمار ہوتے تھے۔ مجلس احرار اسلام سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھتے تھے۔ وہ اپنے والد گرامی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے افکار و نظریات، ان کی وضع داری اور حق گوئی کی روایات کے امین تھے۔

مولانا سید سلمان احمد عباسی (ٹوبہ ٹیک سنگھ):

فصاحت و بلاغت، شوکتِ کلام، روانیٔ بیان، آواز کا دبدبہ اور طنطنہ، ان سب اوصاف کے ساتھ وسعتِ علمی اور جرأتِ رندانہ اس فردِ واحد میں جمع تھیں۔ اس دورِ قحط الرجال میں ایسی عظیم شخصیت کا اٹھ جانا اہلِ اسلام کا بہت بڑا نقصان ہے۔

جناب مشفق خواجہ (کراچی):

حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کے انتقال کی خبر پڑھی۔ اس ایک شخصیت کے اٹھ جانے سے کیسی کیسی شخصیتوں کی جدائی کا غم تازہ ہو گیا۔ ہمارے معاشرے کی عمارت نیکی کے جن دو چار ستونوں کے سہارے کھڑی ہے ان میں سے ایک گر گیا۔ یہ آپ کا یا میرا ذاتی غم نہیں، پوری قوم کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ اب ایسے لوگ پیدا نہیں ہوں گے۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کے درجات بلند ہوں اور حضرت امیر شریعت کا فیضان نسل در نسل جاری رہے۔

حکیم علی احمد عباسی: (کراچی)

مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کا انتقال..... متبعِ سنت سب اہل ایمان کے لئے سانحۂ عظمیٰ ہے۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری (کراچی):

ان کی ذات گرامی، پہلے بزرگوں کی دینی، اخلاقی، تہذیبی اور قومی و ملی روایات کی امین تھی۔ وہ خود اپنی ذات سے بے شمار علمی، ادبی اور اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں اور اخلاقی محاسن کا مجموعہ تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں مختلف دینی اور علمی خدمات کے بہترین نقوش دوسروں کی رہنمائی کے لئے یادگار چھوڑے ہیں۔ وہ ایک یادگار زمانہ شخصیت کے مالک تھے۔

محمد اسحق بھٹی (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور):

سید ابوذر بخاری...... علم، کردار، اخلاق اور گفتگو میں منفرد حیثیت کے مالک تھے۔ تبلیغِ دین کا سچا جذبہ ان کے اندر موجزن تھا اور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے بے پناہ محبت ان کے دل میں راسخ تھی۔ صحابہ کرام اور آئمہ دین سے انتہائی لگن اور الفت ان میں پائی جاتی تھی۔

بخاری اکیڈمی ملتان کی اہم مطبوعات

صاحب طرز ادیب، مفکر احرار چودھری افضل حق کی خود نوشت سوانح

میرا افسانہ

قیمت: -/۱۰۱ روپے

رعائتی قیمت: -/۶۰ روپے، ڈاک خرچ: -/۱۰ روپے

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے دادو تحسین وصول کرنے والی اہم، تاریخی اور تہلکہ خیز کتاب

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر

ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

بے پناہ اضافوں کے ساتھ دوسرا اور نیا ایڈیشن

مصنف: مولانا عتیق الرحمن سنبھلی — قیمت:

مقدمہ: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی — -/۱۵۰ روپے

مفکر احرار چودھری افضل حق کی تین شاہکار کتابوں کا مجموعہ

دیہاتی رومان
معشوقۂ پنجاب
شعور

قیمت: -/۳۵ روپے

عظیم مجاہد آزادی، فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید

● سوانح ● افکار ● خدمات

مؤلف: محمد عمر فاروق۔ صفحات ۴۰۴۔ قیمت: -/۱۵۰ روپے

بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

طنزومزاح

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات انکی

★ ۳۹ ارب کا مقروض واپڈا ۵۱ کروڑ کی نئی گاڑیاں خریدے گا۔ (ایک خبر)

اناں شوقین تے گارے وچ لتاں

★ وزیراعظم کا خادم رہوں گا۔ اپوزیشن کے پیٹ میں درد کیوں؟ (وزیراعلیٰ نکئی)

بھلےان کی جوتیاں اٹھاؤ خادم صاحب! سانوں کی......

★ ہمیں پاکستان میں آرام و آسائش تو مل گئے لیکن عزتِ نفس نہیں ملی (اشفاق احمد)

اوقات میں رہیں.....اسی پر گزارہ کریں!

★ میں ساری رات اللہ کے دربار میں روتا ہوں (مشتاق اعوان)

شکل سے ہی ظاہر ہے۔

★ نواز شریف اور ان کے ساتھی طوطے ہیں (بے نظیر)

آپ کبھی کہہ کر دیکھ لیں! "میاں مٹھو! چوری کھانی اے"

★ پاکستان ہر قسم کی جارحیت کا بھرپور جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے (نصر اللہ خاں)

کشمیر تو آزاد کرالو بابا!

★ حکومت کے خلاف تحریک کا ساتھ دیں گے (قاضی حسین احمد)

تمہیں نے درد دیا ہے تمہیں دوا دو گے۔

★ سردار آصف مسئلہ کشمیر پر بھارتی وزیر خارجہ سے مناظرہ کریں گے (ایک خبر)

"بھارتی ایجنٹ" بھارتی نمائندے سے مناظرہ کرے گا۔

★ نواز شریف، مولانا فضل الرحمن کو وزیراعظم نامزد کردیں تو حکومت ختم کرنا ہمارا کام ہے۔ (مولانا حیدری)

کی گل اے بادشاہو!

★ بے نظیر سے ہمیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں (مولانا فضل الرحمن)

سچ فرمایا مولانا نے بیچ اس مسئلہ کے۔

★ شاہ محمود قریشی بغیر سوچے سمجھے بونگیاں مارتے رہتے ہیں (حاجی بوٹا ایم این اے)

آپ سوچ سمجھ کر بونگیاں مارا کریں۔

★ عورت کے دور میں عورت کی تذلیل ہورہی ہے۔ (راحیلہ سلہری)

عزیز میاں کی قوالی سنا کریں

"آدمی ہے بے نظیر"

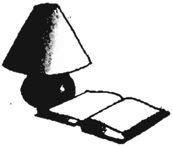

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

سیّد محمد ذوالکفل بخاری۔

کلیّاتِ شیخ الہند

مرتب: ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری / ناشر: مجلس یادگار شیخ الاسلام۔ کراچی۔

ضخامت: ۱۳۶ صفحات / قیمت: درج نہیں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کی شخصیت کا ادبی پہلو کچھ زیادہ معروف نہیں...... ہر چند بہت روشن ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ..... شیخ الہند کو "علم کا کٹھلا" کہا کرتے تھے۔ "شیخ المشائخ" کے یوں کہنے میں جو تعلق، توجہ اور طمانیت کارفرما تھی وہ پوشیدہ نہیں۔ شیخ الہند رحمہ اللہ کو جو رتبہ بلند ملا وہ محتاج بیان نہیں۔ آج بھی ان کی شخصیت، احیائے دین اور آزادیٔ وطن کی تحریکوں کے تاریخی، فکری اور نظری احوال و آثار سے بحث کرنے والے فضلاء اور طلباء کے لئے مطالعے کا مستقل موضوع ہے۔

محترم ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہانپوری نے مولانا سید اصغر حسین دیوبندی رحمہ اللہ کی مرتبہ "کلیات شیخ الہند" کی تدوینِ نو اور اشاعت نو کا اہتمام کر کے، ایک نادر علمی اور ادبی کتاب کو زندہ کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے شیخ الہند کی شاعری کے ادبی خصائص اور فنی محاسن کی جستجو میں کئے جانے والے کام کا قابلِ قدر جائزہ بھی مرتب کیا ہے۔ جس کے کئی نکات قابل توجہ ہیں مثلاً

* شیخ الہند کی شاعری دبستان دہلی کی پابند نظر آتی ہے۔
* قصیدے میں شہر آشوب شامل کرے، حضرت محمود نے اس صنف میں قابل ستائش اضافہ کیا ہے۔

فی الجملہ، یہ ایک ادبی کتاب ہے بلکہ "ادبی تبرک" ہے اور ادب کے طالب علموں کے بہت مفید! علمائے کرام کو خاص طور پر ایسی کتابیں پڑھنی چاہئیں۔ آخر میں ہم بھی تبرکاً مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کی وفات پر لکھے گئے مرثیہ سے چند اشعار نقل کرتے ہیں۔

سراغِ پا تلک ملتا نہیں، پہنچے کہیں ایسے — تلاشِ رفتگاں میں گرچہ ہم نے خاک تک چھانی
ہجومِ یاس میں مہلت کہاں اتنی کوئی ڈھونڈے — کدھر ہے عیش رفتہ اور کہاں ہے عشرتِ فانی
کہاں لوٹیں، کہاں تڑپیں، کہاں دل کھول کر روئیں — جگر خوں کرتی ہے دارفنا کی تنگ دامانی
غبار کوئے جاناں اب تلک باقی ہے آنکھوں میں — سمائے خاک نظروں میں مری کحلِ صفاہانی

تروبحات خمسہ

مؤلف: مولانا حکیم میر محمد ربانی رحمہ اللہ، ا ناشر: الناصر ہومیو کلینک اینڈ سٹور نیو بازار۔ ظاہر پیر۔ ضلع رحیم یار خاں / ضخامت: ۱۱۲ صفحات / قیمت: ۱۵ روپے

رمضان المبارک قریب ہے۔ لہٰذا مسنون تراویح کی آٹھ یا بیس رکعت ثابت کرنے کا جھگڑا بھی قریب ہے۔ یعنی..... نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی، حریف پنجہ فگن نئے!

یہ اختلافی مسائل ایسے ہیں، یا ایسے بنا دیئے گئے ہیں کہ "ہزار بار فقیہوں نے ان کو سلجھایا" مگر یہ وہیں کے وہیں ہیں۔ ایسے مسائل کو بیان کرنے میں اور ان پر عمل پیرا ہونے میں جواز کی بجائے تجاوز اور شدت کی بجائے تشدد کا راستہ پسند فرمانے والے حضرات نجانے کون سے اسلام کی خدمت کرتے ہیں اور کیونکر؟

زیر نظر کتاب میں مؤلف مرحوم و مغفور نے احناف کی ترجمانی کی ہے۔ ان کے اسلوب، ان کے استدلال اور ان کی زبان کے جلو میں "جواب آں غزل" کی گونج دار اور گرج دار آواز ان کے پاس دلائل کا انبار ہے۔ نثر میں بات کرتے کرتے وہ یکایک قاری سے نظم میں مخاطب ہو جاتے ہیں۔ ان کا لہجہ کبھی کبھی تلخ بھی ہو جاتا ہے لیکن یہ یقیناً صحیح ہے کہ وہ جمہور اہل سنت کے مؤلف و مسلک کی ترجمانی کامیابی سے کرتے ہیں۔

دعاءِ صحت

لاہور سے ہمارے کرم فرما اور باقیات احرار جناب حفیظ رضا پسروری کے داماد، جواں سال جمیل احمد صاحب شدید علیل ہیں۔ ان کے گردے متاثر ہیں۔

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری کی اہلیہ محترمہ گزشتہ چار ماہ سے شدید علیل ہیں۔

احباب و رفقاء سے درخواست ہے کہ وہ ان کے لئے اور جملہ تمام مریضوں کے لئے دعاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

ترحیم

ادارہ

مسافرینِ آخرت

*ملتان میں ہمارے کرم فرما محترم عزیز سندھو کی حقیقی خالہ، تسلیم سندھو اور محمد عمر فاروق سندھو کی خوشدامن صاحبہ یکم نومبر ۱۹۹۵ء کو انتقال کر گئیں۔

مجلس احرار اسلام جلال پور پیر والہ کے کارکن محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی کے برادر نسبتی مولانا شبیر احمد یوسفی ولد حافظ محمد صدیق نقشبندی (فاضل جامعہ خیرالمدارس) ۱۰ نومبر بروز جمعۃ المبارک ڈھائی بجے شب ٹریفک کے ایک حادثہ میں شہید ہوگئے ہیں۔ ان کی شہادت پر سید عطاء المحسن بخاری، قاضی حسین احمد، قاری عبدالمجید خان۔ محمد صادق صدیقی۔ مولانا عطاء الرحمن بہاول پوری، حکیم حسین احمد قریشی، عبدالخالق ندیم، قاری عبدالغفار نقشبندی، حکیم محمد یوسف قریشی، محمد اسلم صدیقی، مولانا محمد عبدالستار تونسوی، مولانا محمد عبدالکریم ندیم، سید محمد معاویہ بخاری، مولانا عنایت اللہ اور حافظ قاری نذیر احمد ثاقب نے گہرے غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے مغفرت کی ہے اور لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔ مولانا شبیر احمد یوسفی انتہائی خلیق، نیک سیرت اور سخی انسان تھے۔ اللہ تعالی ان کے حسنات قبول فرما کر ان کی مغفرت فرمائے آمین۔

مجلس احرار اسلام کے کارکن مولانا محمد صادق، محمد ابراہیم کے والد ماجد الحاج اللہ وسایا امیر تبلیغی جماعت جلال پور پیر والہ ۱۶۔ نومبر ۱۹۹۵ء بروز جمعرات ۶۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مرحوم دین کی محبت سے سرشار ایک اعلی انسان تھے انہوں نے اپنی زندگی میں تبلیغی جماعت کے مراکز مسجد تقویٰ اور مسجد امیر حمزہ تعمیر کرانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ان کی نماز جنازہ مولانا غلام محی الدین فاروقی نے پڑھائی۔ ہر طبقہ فکر کے افراد نے بڑی تعداد میں جنازہ میں شریک کی اور اپنی دعاؤں کے ساتھ انہیں سپرد خاک کیا۔

ان کی وفات پر قاری عبدالرحیم فاروقی۔ قاری عبدالغفار نقشبندی، قاضی عبدالخالق ندیم، محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی، الحاج امیر احمد سجاد، حکیم محمد یوسف قریشی، حکیم حسین احمد قریشی اور محمد اسلم صدیقی نے گہرے غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

*مجلس احرار اسلام چیچا وطنی کے کارکن محترم ڈاکٹر اللہ بخش جاوید کے جواں سال بیٹے طاہر مسعود کا گزشتہ ماہ انتقال ہوگیا۔

*ملتان سے ہمارے بہت ہی کرم فرما محترم مسعود اختر صاحب (سلیمی دواخانہ والے) کے جواں سال

فرزند عزیز عاطف مسعود ۱۹ نومبر کو انتقال کر گئے۔ وہ گزشتہ ایک سال سے گردوں کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ ان کی عمر ۲۵ سال تھی۔ خانوادۂ حکیم عطاء اللہ خان (رحمہ اللہ) کے لئے عزیز عاطف کی موت بہت بڑا صدمہ ہے۔

*تحریک طلباء اسلام پاکستان کے سابق مرکزی صدر محترم پروفیسر محمد عباس نجمی کے والد ماجد جناب چودھری عبدالحمید وینس (سکنہ چک نمبر L-۱۲/۴۲ چیچا وطنی) گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔ مرحوم پابندِ صلوٰۃ وصوم تھے اور نہایت نیک سیرت انسان تھے۔ پوری زندگی استقامت کے ساتھ احکام شریعت کے مطابق بسر کی۔

*ادارہ دعوت و ارشاد کے سر براہ مولانا منظور احمد چنیوٹی کی بہو اور مولوی محمد الیاس صاحب کی اہلیہ ۶ نومبر ۱۹۹۵ء کو چنیوٹ میں رحلت فرما گئیں۔ مرحومہ نہایت صالحہ خاتون تھیں اور بچیوں کو قرآنِ کریم پڑھاتی تھیں۔

مجلس احرارِ اسلام حاصل پور کے صدر جناب مرزا محمد اقبال کے والد ماجد مرزا مہر دین صاحب انتقال فرما گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ ۶ نومبر بروز پیر بعد از ظہر جامع مسجد میں اداء کی گئی۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند اور دینی زندگی کے حامل انسان تھے۔

انتخاب مجلس احرار اسلام اوکاڑہ

مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے کارکنوں کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت جناب حکیم محمد انور مجاهد نے کی۔ جناب حکیم صاحب احرار کے قدیم کارکن ہیں۔ اور ایک عرصہ سے لاہور میں مقیم ہیں۔ حال ہی میں ان کی تحریک پر اوکاڑہ میں قیام احرار ہوا اور ۹۶-۱۹۹۵ء کے لئے انتخاب عمل میں آیا۔ اتفاقِ رائے سے درج ذیل عہدیدار چنے گئے۔

صدر: جناب شیخ نسیم الصباح

نائب صدر: جناب ذوالفقار احمد شیخ

ناظم اعلیٰ: جناب محمد طارق چودھری

ناظم نشر و اشاعت: جناب محمد سلیمان

علاوہ ازیں درج ذیل احباب نے احرار میں شمولیت اختیار کی۔

جناب محمد خالد، جناب محمد صلاح الدین، جناب محمد ندیم انجم

مجلس احرار اسلام ضلع اوکاڑہ کے صدر شیخ نسیم الصباح کے والد ماجد جناب حکیم ماسٹر محمد حسین صاحب گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ مرحوم مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے سب سے پہلے سالار اعلیٰ تھے وہ اکابر احرار، خصوصاً حضرت امیر شریعت، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمتہ اللہ علیہم کے ساتھ گہری محبت رکھتے تھے۔ مرحوم نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بھرپور حصہ لیا اور گرفتار ہوئے۔

نقیب ختم نبوت کی قیمت میں اضافہ

قارئین کرام! گزشتہ آٹھ برسوں سے ہم آپ کی خدمت میں آپکا اپنا "نقیب" پہنچا رہے ہیں۔

آپ نے جس جذبۂ دینی کے ساتھ "نقیب" کو پذیرائی بخشی اس پر ہم آپ کے لئے دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عطاء فرمائے (آمین)

کاغذ کی بے پناہ گرانی کی وجہ سے آئندہ ماہ سے نقیب کی قیمت میں معمولی اضافہ کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ آپ حسبِ سابق اپنے ادارہ کے ساتھ تعاون جاری رکھیں گے۔

آئندہ

فی شمارہ =/۱۲ روپے

سالانہ رفاقت =/۱۲۰ روپے

رفقاء و قارئین آئندہ سالانہ حق رفاقت =/۱۲۰ روپے کے حساب سے ارسال کریں۔

والسلام

آپ کا رفیقِ فکر

(سید کفیل احمد بخاری)

مدیر

ڈاک لفافے احتیاط سے بند کریں

بعض قارئین کے خطوط اور مضامین ادارہ کے نام موصول ہوتے ہیں تو ڈاک لفافہ کو بے احتیاطی سے بند کرتے ہیں۔ نتیجتاً لفافہ خط کے ساتھ چپک جاتا ہے اور مضمون کے بعض حصے پھٹ کر ضائع ہوجاتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ لفافہ بند کرتے وقت کاغذ کا ایک ٹکڑا ساتھ رکھیں تاکہ لفافہ خط کے ساتھ نہ چپکے (ادارہ)

تبدیلی فون نمبر

دفتر مجلس احرارِ اسلام

جامع مسجد ۱۲ بلاک چیچاوطنی

نیا نمبر	پرانا نمبر
۶۱۱۶۵۷	~~۲۱۱۲~~

قادیانیوں کے یہودیوں سے روابط اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں!
ایک تحقیقی کتاب جس کے کسی حوالہ کو کوئی مرزائی آج تک ردنہیں کرسکا۔

ابو مدثرہ

قادیان سے اسرائیل تک

قیمت =/60روپے

بخاری اکیڈمی، مہربان کالونی، ملتان۔

اللہ اکبر جل جلالہ

محمد پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحابہ رہبر رضی اللہ عنہم

برحق علیؓ

برحق معاویہؓ

برائے ایصالِ ثواب: بانی تحریک مدح معاویہؓ، جانشینِ امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

چونتیسواں اجتماع

یومِ معاویہؓ

۲۹ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ، ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵ء

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

خطباء

☆ خطیب بنی ہاشم ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

☆ ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

☆ یادگارِ اسلاف حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی صاحب

☆ جناب سید محمد کفیل بخاری صاحب، ☆ مولانا عبدالستار جھنگوی صاحب

☆ جناب محمد یعقوب خان صاحب، ☆ جناب ولی محمد واجد صاحب

☆ بلوچ رہنما، جناب سردار عزیزالرحمن سنجرانی صاحب

☆ بلوچ رہنما، جناب صوفی محمد حسین مکرانی صاحب

مجلس احرار اسلام ملتان (پاکستان)

توحید و ختم نبوت کے علمبردارو! ایک ہو جاؤ!

زیر اہتمام: تحریک تحفظ ختم نبوت، قائم شدہ: ۱۹۳۴ء، قادیان

بانی: رئیس الاحرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

اٹھارویں سالانہ دو روزہ

شہداءِ ختم نبوت کانفرنس

جامع مسجد احرار ربوہ

۲۱، ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ء بروز جمعرات، جمعہ

زیر سرپرستی:

شیخ المشائخ حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب مدظلہ

زیر صدارت:

قائد تحریک تحفظ ختم نبوت

ابنِ امیر شریعت **سید عطاء المحسن بخاری** مدظلہ

☆ ۲۱ مارچ بروز جمعرات بعد از مغرب۔ مجلسِ مذاکرہ ☆ ۲۲ مارچ بعد نماز فجر، درسِ قرآن کریم

☆ قبل از نماز جمعہ تا عصر۔ علماء، طلباء، وکلاء اور دانشوروں کے بیانات

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ فون: ربوہ ۲۱۱۵۲۳، ملتان ۵۱۱۹۶۱، فیصل آباد ۶۵۳۸۸۶،

لاہور ۵۷۶۲۹۵۴، ۵۶۰۴۵۰، ۷، چیچہ وطنی ۶۱۰۹۵۳-۶۱۱۶۵۷

ایک نادر تحفہ

احرار ڈائری / ٹیلی فون ڈائریکٹری

* قارئین نقیب و رفقاء احرار کے لئے ایک نادر تحفہ * تاریخی دستاویز * احرار ڈائری / ٹیلیفون ڈائریکٹری ۱۹۹۶ء تکمیل کے آخری مراحل میں ہے * جس میں اسلامی ہجری و شمسی تواریخ و ایام کا مکمل کلینڈر * اہم اور ضروری ٹیلیفون نمبرز * مختلف شہروں میں رہنے والے احرار رفقاء کے پتے اور فون نمبرز * اندرونی صفحات میں عظمتِ صحابہ پر قرآنی آیات و احادیث رسول ﷺ * حضرت امیر شریعت کے فرمودات اور جانشینِ امیر شریعت کے اقوالِ زریں * وفاق مدارس الاحرار پاکستان سے ملحق مدارس کا تعارف * مبلغینِ احرار کے تبلیغی پروگرام، ضروری نوٹس یا ذاتی یادداشت کے لئے خالی کالم * کاروباری اشتہارات کے لئے الگ صفحات، خوبصورت چار رنگا سرورق، جو تمام تر طباعتی خوبصورتیوں اور خصوصیات کے ساتھ جلد از جلد ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں * تمام رفقاء احرار درج ذیل کوپن کی مدد سے اپنی تصاویر، پتے اور فون نمبرز آج ہی روانہ کر دیں۔ تاکہ آپ کو ڈائری میں شامل کیا جاسکے۔ اور ڈائری کی اشاعت میں تاخیر نہ ہو۔

نام ________________________ تصویر

ولدیت ________________________

پتہ ________________________

____

فون: دکان اور گھر ________________________

برائے رابطہ ☚

میسون پبلی کیشنز اینڈ کمپیوٹر لنکس، پل شوالہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ پوسٹ بکس 568

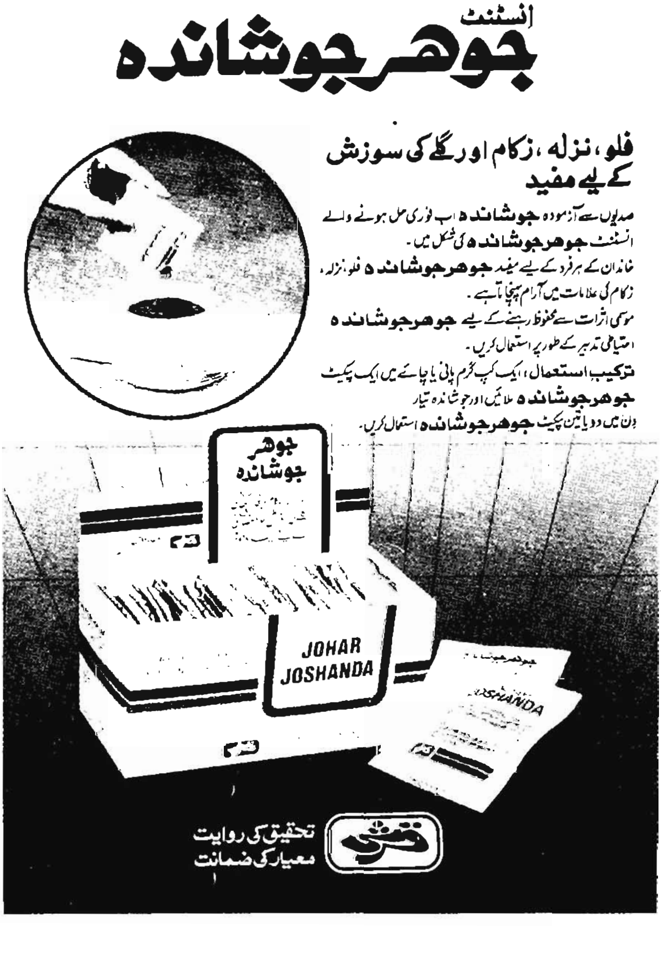
انسٹنٹ
جوھر جوشاندہ
فلو، نزلہ، زکام اور گلے کی سوزش کے لیے مفید
صدیوں سے آزمودہ جوشاندہ اب فوری حل ہونے والے انسٹنٹ جوھر جوشاندہ کی شکل میں۔
خاندان کے ہر فرد کے لیے مفید جوھر جوشاندہ فلو، نزلہ، زکام کی علامات میں آرام پہنچاتا ہے۔
موسمی اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے جوھر جوشاندہ احتیاطی تدبیر کے طور پر استعمال کریں۔
ترکیب استعمال، ایک کپ گرم پانی یا چائے میں ایک پیکٹ جوھر جوشاندہ ملائیں اور جوشاندہ تیار
دن میں دو یا تین پیکٹ جوھر جوشاندہ استعمال کریں۔
جوھر جوشاندہ
JOHAR JOSHANDA
تحقیق کی روایت
معیار کی ضمانت

نہایت موثر اجزا کے اضافے کے ساتھ
نئے اسٹرپ پیک میں

نئی، مفید ترین

شعالین

گزشتہ ساٹھ سال سے انکشافاتِ حاضرہ اور انکشافاتِ جدیدہ سے ہم آہنگ
کھانسی، نزلہ و زکام کے لیے سب سے مفید اور سب سے موثر کھانسی کی ٹکیاں

انکشافاتِ ماضی اور انکشافاتِ جدیدہ نے ہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ نباتات ہی ہیں جو جسمِ انسانی میں کوئی غیر طبعی ہنگامہ آرائی کیے بغیر شفائے امراض کا سامان کرتی ہیں۔

ہمدرد اس اندازِ فکر کا پُرجوش حامی رہا ہے۔ ملکی اور عالمی سطح پر تحقیقاتِ نباتات کو ہمدرد نے اپنا موضوع بنائے رکھا ہے۔
آج ساری دنیا بھرپور اعترافات کے ساتھ نباتات سے شفائے امراض پر متوجہ ہو چکی ہے۔ اسی لیے شعالین جس طرح پاکستان میں ایک بہترین دوائے شافی کے طور پر مقبول ہے اسی طرح دنیا بھر میں شعالین کو قبولِ عام حاصل ہے۔

خاص طور پر تیار کردہ نئی اسٹرپ پیکنگ تاکہ شعالین کے نازک ضروری اجزاء مکمل طور پر محفوظ رہیں
اور استعمال پر شعالین تیر بہدف ثابت ہو۔

شعالین اسٹرپ کے علاوہ
پچاس قرص کی شیشی میں
بھی دستیاب ہے۔

جب کھانسی ... شعالین منہ میں ڈال کر چوسیے۔ منٹوں میں راحت پائیے۔ ہر قسم کی کھانسی کے لیے مفید ترین۔ شعالین

شعالین جوشاندے کا جوہر ہے۔ تین ٹکیاں گرم پانی میں ڈال کر نوشِ جان کیجیے۔ نزلہ زکام اور کھانسی سے راحت پائیے۔

مدینۃ الحکمہ
تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دواست ہیں اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد

Adarts-SUA-1/93

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

شائع ہوگیا ہے۔

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ● ایک دستاویز ● ایک داستان ● خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق ● خطابتی معرکے ● سیاسی تذکرے ● بزم سے لیکر رزم

منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آواز ھدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیب ختمِ نبوت، دارِ بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱